بہارِ شریعت

(تسہیل و تخریج شدہ)

حصہ ہفدہم (17)

Compiled by the team of ALAHAZRAT.net

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا **امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی



تحری،
احیاء،
اموات،
شکار،
رہن اور جنایات
کے مسائل کا بیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

تحری کا بیان

جب کسی موقع پر حقیقت معلوم کرنا دشوار ہوجائے تو سوچے اور جس جانب گمان غالب ہو عمل کرے اس سوچنے کا نام تحری ہے۔ تحری پر عمل کرنا اس وقت جائز ہے جب دلائل سے پتہ نہ چلے دلیل ہوتے ہوئے تحری پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: دو شخصوں نے تحری کی ایک کا غالب گمان نفس الامر (2) کے موافق ہوا اور دوسرے کا گمان غلط ہوا تو اگرچہ دونوں بری الذمہ ہوگئے مگر جس کی رائے صحیح ہوئی اُس کو ثواب زیادہ ہے۔ (3) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: نماز کے وقت میں شبہ ہے اگر یہ شبہ ہے کہ وقت ہوا یا نہیں تو ٹھہر جائے جب وقت ہوجانے کا یقین ہوجائے اُس وقت نماز پڑھے اور یہ شبہ ہے کہ وقت باقی ہے یا ختم ہوگیا تو نماز پڑھے اور نیت یہ کرے کہ آج کی فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ (4) (عالمگیری) نماز کے متعلق تحری کے مسائل کتاب الصلاۃ (5) میں مذکور ہوچکے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۳: جس کو زکوۃ دینا چاہتا ہے اس کی نسبت غالب گمان یہ ہے کہ وہ فقیر ہے یا خود اس نے اپنا فقیر ہونا ظاہر کیا یا کسی عادل نے اس کا فقیر ہونا بیان کیا، یا اسے فقیروں کے بھیس میں پایا، یا اسے صف فقرا میں بیٹھا ہوا پایا، یا اُسے مانگتا ہوا دیکھا اور دل میں یہ بات آئی کہ فقیر ہے ان سب صورتوں میں اس کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ (6) (عالمگیری)

مسئلہ ۴: بعض کپڑے پاک ہیں اور بعض ناپاک اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا پاک ہے اگر مجبوری کی حالت ہو کہ دوسرا کپڑا نہیں ہے جس کا پاک ہونا یقیناً معلوم ہو اور وہاں پانی بھی نہیں ہے کہ اُن میں سے ایک کو پاک کرسکے اور نماز پڑھنی ہے تو اس صورت میں تحری کرے جس کی نسبت پاک ہونے کا غالب گمان ہو اُس میں نماز پڑھے اور مجبوری کی حالت نہ ہو تو تحری نہ کرے مگر جبکہ پاک کپڑے ناپاک سے زیادہ ہوں تو تحری کرسکتا ہے۔ (7) (عالمگیری)

---

(1)...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب التحری، الباب الاول فی تفسیر التحری... إلخ، ج۵، ص۳۸۲.

(2)...... یعنی حقیقت۔

(3)...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب التحری، الباب الاول فی تفسیر التحری... إلخ، ج۵، ص۳۸۲.

(4)...... المرجع السابق.

(5)...... بہار شریعت، جلد۱، حصہ۳، ص۴۸۹ پر ملاحظہ کریں۔

(6)...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب التحری، الباب الثانی فی التحرّی فی الزکاۃ، ج۵، ص۳۸۳.

(7)...... المرجع السابق، الباب الثالث فی التحرّی فی الثیاب... إلخ.

مسئلہ ۵: دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا تحری کرکے اس نے ایک میں ظہر کی نماز پڑھ لی پھر اس کا غالب گمان دوسرے کے پاک ہونے کے متعلق ہوا اور اس میں عصر کی نماز پڑھی یہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب ظہر کی نماز جائز ہونے کا حکم دیا جاچکا تو اُس کے یہ معنے ہوئے کہ دوسرا ناپاک ہے تو اسکے پاک ہونے کا اب کیونکر حکم ہوسکتا ہے ہاں اگر اُس پہلے کپڑے کے متعلق یقین ہے کہ ناپاک ہے تو ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا اُس نے بلاتحری ایک میں ظہر پڑھ لی اور دوسرے میں عصر پڑھی پھر تحری سے معلوم ہوا کہ پہلا کپڑا پاک ہے دونوں نمازیں نہیں ہوئیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: دو کپڑوں میں ایک ناپاک ہے ایک شخص نے تحری کرکے ایک میں نماز پڑھی اور دوسرے نے تحری کرکے دوسرے میں پڑھی اگر دونوں نے الگ الگ پڑھی دونوں کی نمازیں ہوگئیں اور اگر ایک امام ہوا دوسرا مقتدی تو امام کی ہوگئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔ کھیل کود میں کسی کے خون کا قطرہ نکلا مگر ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میرے بدن سے نہیں نکلا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ تنہا تنہا پڑھی تو دونوں کی نمازیں ہوگئیں اور اگر ایک امام ہو دوسرا مقتدی تو امام کی ہوگئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: چند شخص سفر میں ہیں سب کے برتن مخلوط ہوگئے[4] اس کے شرکاء اُس وقت کہیں چلے گئے ہیں اور اُسے خود اپنے برتن کی شناخت نہیں ہے تو اُن کے آنے کا انتظار کرے تحری کرکے برتن کو استعمال میں نہ لائے ہاں اگر استعمال کی ضرورت ہے وضو کرنا ہے یا پانی پینا ہے اور معلوم نہیں ساتھی کب آئیں تو تحری کرکے استعمال کرے یونہی اگر کھانا شرکت میں ہے اور شرکاء غائب ہیں اور اُسے بھوک لگی ہے تو اپنے حصہ کی قدر اس میں سے لے لے۔[5] (عالمگیری)

احیاء موات کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اُس زمین کو آباد کیا جو کسی کی مِلک نہ ہو[6] تو وہی حقدار ہے۔'' عُروہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

(1)...... ''الفتاوی الھندیة''، کتاب التحری، الباب الثالث فی التحرّی فی الثیاب... إلخ، ج۵، ص۳۸۳.

(2)...... المرجع السابق، ص۳۸٤.

(3)...... المرجع السابق، ص۳۸٤.

(4)...... آپس میں مل گئے۔

(5)...... ''الفتاوی الھندیة''، کتاب التحری، الباب الثالث فی التحرّی فی الثیاب... إلخ، ج۵، ص۳۸٤،۳۸۵.

(6)...... یعنی ملکیت میں نہ ہو۔

نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ [1]

حدیث۲: ابوداوٗد نے سمُرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے زمین پر دیوار بنالی یعنی احاطہ کرلیا وہ اُسی کی ہے۔'' [2]

حدیث۳: ابوداوٗد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جاگیر [3] دی جہاں تک اُن کا گھوڑا دوڑ کر جائے زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ کھڑا ہوگیا تو اُنہوں نے اپنا کوڑا [4] پھینکا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جہاں ان کا کوڑا گرا ہے وہاں تک جاگیر میں دیدو۔'' [5]

حدیث۴: ترمذی نے وائل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے اُن کو حضر موت [6] میں زمین جاگیر دی اور معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ ان کو دے آوٗ۔ [7]

حدیث۵: امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے طاؤس سے مرسلاً روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جس نے مردہ زمین زندہ کی [8] وہ اسی کے لئے ہے اور پرانی زمین (یعنی جس کا مالک معلوم نہ ہو) اللہ ورسول (عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کی ہے پھر میری جانب سے تمہارے لئے ہے۔'' [9]

حدیث۶: ابوداوٗد نے اسمر بن مضرس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی پھر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''جو شخص اُس چیز کی طرف سبقت کرے [10] جس کی طرف کسی مسلم نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اُسی کی ہے۔'' اس کو سن کر لوگ دوڑے کہ خط کھینچ کر نشان بنالیں۔ [11]

---

(1)...... "صحيح البخاري"، كتاب الحرث... إلخ،باب من أحيا أرضاً مواتاً،الحديث: ٢٣٣٥،ج٢،ص٩٠.

(2)...... "سنن أبي داود"، كتاب الخراج... إلخ،باب في إحياء الموات،الحديث: ٣٠٧٧،ج٣،ص٢٤٠.

(3)...... یعنی زمین۔ (4)...... چابک، چھڑی۔

(5)...... "سنن أبي داود"، كتاب الخراج... إلخ،باب في إقطاع الأرضين،الحديث: ٣٠٧٢،ج٣،ص٢٣٨.

(6)...... یمن کے مشرق میں واقع ایک شہر کا نام ہے۔

(7)...... "جامع الترمذي"، كتاب الأحكام،باب ماجاء في القطائع،الحديث:١٣٨٦،ج٣،ص٩١.

(8)...... یعنی بنجر زمین، غیر آباد زمین آباد کی۔

(9)...... "المسند" للإمام الشافعي، كتاب الطعام والشرب و عمارة الارضين... إلخ،ص٣٨٢.

(10)...... پہل کرے۔

(11)...... "سنن أبي داود"، كتاب الخراج... إلخ،باب في اقطاع الارضين،الحديث: ٣٠٧١،ج٣،ص٢٣٨.

مسائل فقهیّہ

موات اس زمین کو کہتے ہیں جو آبادی سے فاصلہ پر ہو اور وہ نہ کسی کی ملک ہو اور نہ کسی کی حق خاص ہو اندرون آبادی افتادہ زمین کو موات نہیں کہا جائے گا اور شہر سے باہر کی وہ زمین جس میں لوگوں کے جانور چرتے ہیں یا اس میں سے جلانے کے لئے لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں یہ موات نہیں اسی طرح جس زمین میں نمک پیدا ہوتا ہے وہ بھی موات نہیں یعنی موات وہی کہلائے گی جو منتفع بہا نہ ہو۔ فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ آبادی کے کنارے سے کوئی شخص جس کی آواز بلند ہو زور سے چلائے تو وہاں تک آواز نہ پہنچے نزدیک و دور کا لحاظ اس بنا پر ہے کہ نزدیک والی زمین عموماً منتفع بہا ہوتی ہے۔[1] ورنہ ظاہر الروایۃ یہی ہے کہ نزدیک و دور کا لحاظ نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ منتفع بہا ہے یا نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱: ایسی زمین جس کا ذکر کیا گیا اگر کسی نے امام کی اجازت حاصل کر کے اُسے آباد کیا تو یہ شخص اُس کا مالک ہو گیا دوسرا شخص نہیں لے سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دوسرے کو احیاء موات کے لئے وکیل کیا اگر موکل نے بادشاہ اسلام سے اجازت حاصل کرلی ہے تو یہ توکیل صحیح ہے اور زمین موکل کی ہوگی ورنہ نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: امام نے[5] ایسی زمین کسی کو جاگیر دیدی اور جاگیردار نے اُس زمین کو ویسی ہی چھوڑ رکھا تو تین سال تک کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا، تین سال کے بعد وہ جاگیر دوسرے کو جاگیر دی جاسکتی ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے زمین کو احیاء کیا پھر چھوڑ رکھا دوسرے نے اس میں کاشت کرلی تو پہلا ہی شخص اس کا حقدار ہے کیونکہ وہ مالک ہو چکا دوسرے کو اس میں تصرف کی اجازت نہیں۔[7] (درمختار)

---

1 ...... یعنی عمومی طور پر اس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے۔

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب إحیاء الموات، ج ١٠، ص ٥.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب إحیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ٥، ص ٣٨٥، ٣٨٦.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب إحیاء الموات، ج ١٠، ص ٦، ٧.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب إحیاء الموات، ج ١٠، ص ٧.

5 ...... حاکم وقت نے۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب إحیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ٥، ص ٣٨٦.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب إحیاء الموات، ج ١٠، ص ٧.

مسئلہ ۵: ایک شخص نے زمین کو آباد کیا اس کے بعد چار شخصوں نے آگے پیچھے چاروں جانب زمینیں آباد کیں تو پہلے شخص کا راستہ پچھلے شخص کی زمین میں رہے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: زمین موات میں کسی نے چاروں طرف پتھر رکھ دیے یا شاخیں گاڑ دیں یا زمین کا گھاس کوڑا صاف کیا یا اُس میں کانٹے تھے اُس نے جلا دیے یا کوآں بنانے کے خیال سے دو ایک ہاتھ زمین کھود دی اور یہ سب کام اس مقصد سے کیے کہ دوسرا اس کو آباد نہ کرے تو تین سال تک امام اس کا انتظار کرے گا اگر اُس نے آباد کرلی فبہا[2] ورنہ کسی دوسرے کو دیدیگا جو آباد کرے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: زمین موات میں کسی نے کوآں کھودا ایک ہاتھ پانی نکلنے کو باقی تھا کہ دوسرے نے اُسے کھودا تو پہلا شخص حقدار ہے ہاں اگر معلوم ہو کہ پہلے نے اُسے چھوڑ دیا یعنی ایک ماہ کا زمانہ گزر گیا اور باقی کو نہیں کھودتا تو اس صورت میں کوآں دوسرے شخص کا ہوگا۔[4] (عالمگیری)

شِرب کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ایک انصاری سے حرہ کی نالیوں کے متعلق جھگڑا ہوگیا نبی اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے زبیر سے فرمایا کہ ''بقدر ضرورت پانی لے لو پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑ دو'' اُس انصاری نے کہا کہ یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ سُن کر حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) کا چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا: ''اے زبیر اپنے باغ کو پانی دو پھر روک لو یہاں تک کہ مینڈھ[5] تک پانی پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کے لئے چھوڑو'' اُس انصاری نے ناراض کر دیا لہٰذا حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے صاف حکم میں زبیر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا پورا حق دلوایا اور پہلے ایسی بات فرمادی تھی جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔[6]

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تین شخص ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی ان سے نہ کلام کرے گا نہ اُن کی طرف نظر فرمائیگا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی بیچنے کی

---

1. ''الدر المختار''، کتاب إحیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷.
2. تو صحیح ہے۔
3. ''الهدایة''، کتاب إحیاء الموات، ج ۲، ص ۳۸٤.
4. ''الفتاوی الهندیة''، کتاب إحیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات... إلخ، ج ۵، ص ۳۸۷.
5. کھیت کی منڈیر۔
6. ''صحیح البخاري''، کتاب التفسیر، باب ﴿ فلا وربك لا یؤمنون ... إلخ ﴾، الحدیث: ٤٥٨٥، ج ۳، ص ۲۰۵، ۲۰۶.

چیز کے متعلق یہ قسم کھائی کہ جو کچھ اس کے دام [1] مل رہے ہیں اس سے زیادہ ملتے تھے (اور نہیں بیچا) حالانکہ یہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے دوسرا وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مرد مسلم کا مال لے لے اور تیسرا وہ شخص جس نے بچے ہوئے پانی کو روکا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے بچے ہوئے پانی کو روکا جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔'' [2]

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بچے ہوئے پانی سے منع نہ کرو کہ اس کی وجہ سے بچی ہوئی گھاس کو منع کرو گے۔'' [3]

حدیث ۴: ابو داود، ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی اور گھاس اور آگ۔'' [4]

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے بچے ہوئے پانی کے بیچنے سے منع فرمایا۔ [5]

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''بچا ہوا پانی نہ بیچا جائے کہ اس کی وجہ سے گھاس کی بیع ہو جائیگی۔'' [6]

مسائل فقہیّہ

کھیت کی آبپاشی یا جانوروں کو پانی پلانے کے لیے جو باری مقرر کر لی جاتی ہے اُس کو شرب کہتے ہیں اس لفظ میں شین کو زیر [7] ہے۔ [8]

---

1 ...... روپیہ، رقم۔

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب المساقاۃ، باب من رأی أن صاحب الحوض... إلخ، الحدیث: ۲۳۶۹، ج۲، ص۱۰۰.

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب المساقاۃ، باب من قال إن صاحب الماء أحق... إلخ، الحدیث: ۲۳۵٤، ج۲، ص۹٦.

4 ...... "سنن ابن ماجة"، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء في ثلاث، الحدیث: ۲٤۷۲، ج۳، ص۱۷٦.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب تحریم فضل بیع الماء... إلخ، الحدیث: ۳٤ـ(۱۵٦۵)، ص۸٤٦.

6 ...... المرجع السابق، الحدیث: ۳۸ـ(۱۵٦٦)، ص۸٤٦.

7 ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر ''زبر'' لکھا ہوا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ فقہاء کی اصطلاح اس باب میں شِرب (یعنی زیر کے ساتھ) ہی ہے اس کی تائید ردالمحتار، ج۱۰، ص۱۵۔ اور دیگر کتب فقہ سے بھی ہوتی ہے، اسی وجہ سے متن میں تصحیح کر دی گئی۔... علمیہ

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ج۱۰، ص۱۵.

مسئلہ ۱: جس پانی کو برتن میں محفوظ نہ کرلیا ہو اُس کو ہر شخص پی سکتا ہے اور اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے کوئی شخص پینے یا پلانے سے نہیں روک سکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: پانی کی چار قسمیں ہیں، اوّل سمندر کا پانی اس سے ہر شخص نفع اُٹھا سکتا ہے خود پئے جانوروں کو پلائے کھیت کی آبپاشی کرے اس میں نہر نکال کر اپنے کھیتوں کو لیجائے جس طرح چاہے کام میں لائے کوئی منع نہیں کرسکتا، دوم بڑے دریا کا پانی جیسے سیحون، جیحون، دجلہ، فرات، نیل یا ہندوستان میں گنگا، گھاگرا اس کو ہر شخص پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے مگر زمین کو سیراب کرنے اور اُس سے نہر نکالنے میں یہ شرط ہے کہ عام لوگوں کو ضرر[2] نہ پہنچے، سوم وہ ندی نالے جو کسی خاص جماعت کی مِلک ہوں پینے پلانے کی اُس میں بھی اجازت ہے مگر دوسرے لوگ اپنے کھیت کی اس سے آبپاشی نہیں کرسکتے، چوتھے وہ پانی جس کو گھڑوں، مشکوں یا برتنوں میں محفوظ کردیا گیا ہو اُس کو بغیر اجازت مالک کوئی شخص صَرف میں نہیں لاسکتا اور اس پانی کو اس کا مالک بیع بھی کرسکتا ہے۔[3] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳: کوآں اگرچہ مملوک ہو مگر اس کا پانی مملوک نہیں دوسرا شخص اس پانی کو پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے جس کا کوآں ہے وہ روک نہیں سکتا اور نہ اس کے بھرے ہوئے پانی کو چھین سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کوآں یا چشمہ جس کی مِلک میں ہے دوسرا شخص وہاں جا کر پانی پینا چاہتا ہے وہ مالک اپنی مِلک مثلاً مکان یا باغ میں اُسکو جانے سے روک سکتا ہے بشرطیکہ وہاں قریب میں دوسری جگہ پانی ہو جو کسی کی مِلک میں نہیں ہے اور اگر پانی نہ ہو تو مالک سے کہا جائے گا کہ تو خود اپنے باغ یا مکان سے پینے کے لیے پانی لادے یا اسے اجازت دے کہ یہ خود بھر کر پی لے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: کوئیں سے پانی بھرا ڈول مونھ تک آگیا ہے ابھی باہر نہیں نکلا ہے یہ بھرنے والا اُس پانی کا ابھی مالک نہیں ہوا جب باہر نکال لے گا اُس وقت مالک ہوگا۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ج ١٠، ص ١٥، ١٦.

2 ......نقصان۔

3 ......"الهداية"، کتاب إحیاء الموات، فصل فی المیاہ، ج ٢، ص ٣٨٨.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ٥، ص ٣٩٠، ٣٩١.

4 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج ٥، ص ٣٩١.

5 ......"الهداية"، کتاب إحیاء الموات، فصل فی المیاہ، ج ٢، ص ٣٨٨.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب إحیاء الموات، فصل فی الشرب، ج ١٠، ص ١٦.

مسئلہ ۶: حمام میں گیا اور حوض میں سے پانی نکالا اگر جس برتن میں پانی لیا وہ حمام والے کا ہے تو یہ شخص پانی کا مالک نہیں ہوا بلکہ وہ پانی حمام والے ہی کا ہے مگر دوسرا شخص اس سے نہیں لے سکتا کہ زیادہ حقدار یہی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: دوسرے کے کوئیں سے بغیر اجازتِ مالک نہ اپنے کھیت کو سینچ سکتا ہے[2] نہ درختوں کو پلا سکتا ہے نہ اُس میں رہٹ یا چرسا وغیرہ لگا سکتا ہے مگر گھڑے وغیرہ میں بھر کر لایا ہو تو اُس سے گھر میں جو درخت ہے یا گھر میں جو ترکاریاں بوئی ہیں ان کو سیراب کر سکتا ہے، کوئیں والے سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: نہر خاص یا کسی کے مملوک حوض یا کنوئیں سے وضو کرنے یا کپڑے دھونے کے لیے گھڑے میں پانی بھر کر لا سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: حوض میں اگر پانی خود ہی جمع ہو گیا مالک حوض نے پانی جمع کرنے کی کوئی ترکیب نہیں کی ہے یہ حوض نہر خاص کے حکم میں ہے۔[5] (ردالمحتار) دیہاتوں میں تالاب اور گڑھے ہوتے ہیں برسات میں ادھر اُدھر سے پانی بہہ کر آتا ہے اور ان میں جمع ہو جاتا ہے انکا بھی یہی حکم ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے لوگ اپنے کھیتوں کی اس سے آبپاشی نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۰: بعض جگہ مکانوں میں حوض بنا رکھتے ہیں برساتی پانی اُس میں جمع کر لیتے ہیں اور اپنے استعمال میں لاتے ہیں عربی میں ایسے حوض کو صہریج کہتے ہیں۔ (ہندوستان میں بفضلہ تعالیٰ پانی کی کثرت ہے صہریج بنانے کی ضرورت نہیں مگر جہاں پانی کی کمی ہے بنانا پڑتا ہی ہے جیسا کہ مارواڑ کے بعض علاقوں میں بکثرت ہیں) یہ پانی خاص اُس شخص کی مِلک ہے جس کے گھر میں ہے اور یہ پانی ویسا ہی ہے جیسا گھڑے وغیرہ میں بھر لیا جاتا ہے کہ بغیر اجازت مالک کوئی شخص اپنے کسی صرف میں نہیں لا سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: بارش کے وقت آ گن[7] یا چھت پر پانی جمع کرنے کے لیے طشت[8] یا کنڈا[9] وغیرہ رکھ دیا ہے تو جو کچھ

---

1 ......"ردالمحتار"، كتاب إحياء الموات،فصل الشرب،ج ١٠،ص١٦.

2 ...... پانی دے سکتا ہے۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب إحياء الموات، فصل الشرب،ج ١٠،ص١٧.

4 ......" الفتاوى الهندية"، كتاب الشرب...إلخ،الباب الاول في تفسيره...إلخ،ج٥،ص ٣٩١.

5 ......"ردالمحتار"، كتاب إحياء الموات،فصل الشرب،ج ١٠،ص١٧.

6 ......المرجع السابق.

7 ......صحن۔ 8 ......تھال۔ 9 ......مٹی کا برتن، پرات۔

پانی جمع ہوگا اُس کا ہے۔ جس نے طشت وغیرہ رکھا ہے دوسرا شخص اس پانی کو نہیں لے سکتا اور اگر پانی جمع کرنے کے لیے طشت نہیں رکھا ہے تو جو چاہے لے لے اس کو منع نہیں کیا جاسکتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: زمین غیر مملوکہ[2] کی گھاس کسی کی ملک نہیں جو چاہے کاٹ لائے یا اپنے جانوروں کو چرائے دوسرا شخص اس کو منع نہیں کرسکتا یہ گھاس دریا کے پانی کی طرح سب کے لیے مباح ہے، زمین مملوکہ میں گھاس خود ہی جمی ہے[3] بوئی نہیں گئی ہے یہ گھاس بھی مالک زمین کی ملک نہیں جب تک اسے محفوظ نہ کرلے جو چاہے اس کو لے سکتا ہے، مگر مالکِ زمین دوسرے لوگوں کو اپنی زمین میں آنے سے روک سکتا ہے اِس صورت میں اگر مالکِ زمین لوگوں کو اور اُن کے جانوروں کو اپنی زمین میں آنے سے منع کرتا ہے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم گھاس کاٹیں گے یا اپنے جانور چرائیں گے اگر قریب میں زمین غیر مملوکہ ہے جس میں گھاس موجود ہے تو لوگوں سے کہا جائے گا کہ اپنے جانوروں کو وہاں چرالو یا وہاں سے گھاس کاٹ لو اور اگر زمین قریب میں نہ ہو تو مالک زمین سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو اجازت دو یا تم خود اپنی زمین سے گھاس کاٹ کر ان کو دے دو، اور اگر مالک زمین نے گھاس کاٹ کر محفوظ کرلی تو دوسرا شخص اس کو لے نہیں سکتا کہ یہ مملوک ہوگئی، اگر مالک زمین نے گھاس بو رکھی ہے یا اپنی زمین کو جوت کر اُس میں پانی دیا ہے اور اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ اُس میں گھاس جمے تو یہ گھاس مالک زمین کی ہے، دوسرا شخص نہ اسے لے سکتا ہے نہ اپنے جانوروں کو چرا سکتا ہے، کسی دوسرے نے یہ گھاس کاٹ لی تو مالک زمین والا اس کو واپس لے سکتا ہے اور گھاس کو بیچ سکتا ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: آگ میں بھی سب لوگ شریک ہیں دوسروں کو منع نہیں کرسکتا یعنی اگر کسی نے میدان میں آگ جلائی ہے تو جس کا جی چاہے تاپ سکتا ہے اپنے کپڑے اس سے سکھا سکتا ہے اُس کی روشنی میں کام کرسکتا ہے مگر بغیر اجازت اُس میں سے انگارہ نہیں لے سکتا، اگر کسی نے اُس میں سے تھوڑی سی آگ لے لی کہ بجھانے کے بعد اتنے کوئلے نہیں ہونگے جن کی کچھ قیمت ہو تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اتنی آگ بغیر اجازت بھی لے سکتا ہے کہ عادۃً اس کو کوئی منع بھی نہیں کرتا اور اگر اتنی زیادہ ہے کہ بجھنے کے بعد کوئلوں کی قیمت ہوگی تو واپس لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۷.

2 ......وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ 3 ......اُگی ہے۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیره... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۲.

و"الدرالمختار"، کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۹.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرب... إلخ، الباب الاول فی تفسیره... إلخ، ج ۵، ص ۳۹۳.

مسئلہ ۱۴: کوئیں یا حوض یا نہر خاص کے پانی سے روکتا ہے اور اُس شخص کو روکا گیا پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہے یا اس کے جانور کے ہلاک ہونے کا ڈر ہے تو زبردستی پانی وصول کرے نہ دے تو لڑ کر لے اگرچہ ہتھیار سے لڑنا پڑے اور برتن میں جمع کر رکھا ہے تو اس میں بھی لڑ کر وصول کرنے کی اجازت ہے مگر یہاں ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں اور یہ حکم اس وقت ہے کہ پانی اس کی حاجت سے زائد ہے یہی حکم مخمصہ کا بھی ہے کہ کسی کو بھوک سے ہلاکت کا اندیشہ ہے اور دوسرے کے پاس حاجت سے زائد کھانا ہے اور اُس کو نہیں دیتا تو لڑ سکتا ہے مگر ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں۔ [1] (درمختار)

اشربہ کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے مَشک میں ہم نبیذ بناتے صبح کو بناتے تو عشا تک پیتے اور عشا کو بناتے تو صبح تک پیتے (یہ گرمی کے زمانے میں ہوتا تھا)۔ [2]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے اول شب میں نبیذ بنائی جاتی صبح کے وقت اُسے پیتے دن میں اور رات میں پھر دوسرے روز دن اور رات میں اور تیسرے دن عصر تک پھر اگر بچ رہتی تو خادم کو پلا دیتے یا گرا دی جاتی۔ [3] (یہ جاڑے کے زمانے میں ہوتا)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے مَشک میں نبیذ بنائی جاتی، مشک نہ ہوتی تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی۔ [4]

حدیث ۴: امام بخاری اپنی صحیح میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو اُسید ساعدی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے پاس حاضر ہوئے اور حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کو اپنی شادی کی دعوت دی (جب حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) تشریف لائے) تو اُن کی زوجہ جو دلہن تھیں وہی خادم کا کام انجام دے رہی تھیں انھوں نے حضور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) کے لیے پانی میں کھجوریں رات میں ڈال دی تھیں وہی پانی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کو پلایا۔ [5]

حدیث ۵: امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور ابو عبیدہ اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

---

1 ...... "الدر المختار"، کتاب إحیاء الموات،فصل الشرب،ج ۱۰،ص ۱۸ ،۲۰۔

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الأشربة،باب إباحة النبیذ الذی لم یشتد... إلخ،الحدیث:۸۵۔(۲۰۰۵)،ص ۱۱۱۱۔

3 ...... المرجع السابق،الحدیث:۷۹۔(۲۰۰۴)،ص ۱۱۱۰۔

4 ...... المرجع السابق،باب النهي عن الإنتباذ في المزفت... إلخ،الحدیث: ۶۲۔(۱۹۹۹)،ص ۱۱۰۷۔

5 ...... "صحیح البخاري"، کتاب النکاح،باب حق إجابة الولیمة... إلخ،الحدیث:۵۱۷۶،ج ۳،ص ۴۵۵۔

نے مثلث[1] کے پینے کو جائز فرمایا ہے اور براء بن عازب وابوجحیفہ رضی اللہ تعالی عنہما سے نصف حصہ پکا دینے کے بعد انگور کا شیرہ پیا، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ انگور کا رس جب تک تازہ ہے پیو۔[2]

حدیث ۶: بخاری نے اپنی صحیح میں ابوجویریہ[3] رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس (رضی اللہ تعالی عنہما) سے باذق (ایک قسم کی شراب ہے) کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلم باذق سے پہلے گزر چکے ہیں لہٰذا جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور فرمایا کہ پینے کی چیزیں حلال وطیب ہیں اور حلال وطیب کے علاوہ حرام و خبیث ہیں۔[4]

حدیث ۷: امام بخاری اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک معراج کی رات ایلیا (بیت المقدس) میں حضور (صلی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلم) کے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا حضور (صلی اللہ تعالی علیہ والہٖ وسلم) نے دونوں کو دیکھ کر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل (علیہ السلام) نے کہا **الحمد للہ** خدا تعالیٰ نے آپ کو فطرت کی ہدایت کی اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہوجاتی۔[5]

حدیث ۸: ابوداود وابن ماجہ نے ابومالک اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ خمر (شراب) پئیں گے اور اس کا نام کچھ دوسرا رکھ لیں گے۔''[6]

مسائل فقہیہ

لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح فقہا میں شراب اُسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے، اس کی بہت قسمیں ہیں، خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہوجائے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔[7]

---

1 ...... انگور کا شیرہ جو پکانے کے بعد ایک تہائی رہ جائے۔

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب الباذق ومن نهى... إلخ، ج٣، ص٥٨٤.

3 ...... بہار شریعت کے کچھ نسخوں میں اس مقام پر "ابو ھریرہ" اور کچھ نسخوں میں "ابو جوھر" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پاس موجود "بخاری شریف" کے نسخوں میں "حضرت ابو جویریہ رضی اللہ تعالی عنہ" مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔ علمیہ

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأشربة، باب الباذق ومن نهى... إلخ، الحديث: ٥٥٩٨، ج٣، ص٥٨٥.

5 ...... المرجع السابق، كتاب الأشربة، باب قول الله تعالى ﴿ انما الخمر... إلخ ﴾، الحديث: ٥٥٧٦، ج٣، ص٥٧٩.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأشربة، باب في الداذى، الحديث: ٣٦٨٨، ج٣، ص٤٦١.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الأشربة، الباب الاول فى تفسيره الأشربة... إلخ، ج٥، ص٤٠٩.

و "الدر المختار"، كتاب الأشربة، ج١٠، ص٣٢.

مسئلہ ۱: خمر حرام بعینہٖ ہے اس کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس کا قلیل و کثیر سب حرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح نجس ہے اور اس کی نجاست غلیظہ ہے جو اس کو حلال بتائے کافر ہے کہ نصِ قرآنی کا منکر ہے مسلم کے حق میں یہ متقوم نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف کر دی تو اس پر ضمان نہیں اور اس کو خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے نہ اس سے مٹی بھگا[1] سکتا ہے نہ حقنہ کے کام میں لائی جا سکتی ہے، اس کے پینے والے کو حد ماری جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہوا ہو۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جانوروں کے زخم میں بھی بطور علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: شیرہ انگور کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: رطب یعنی تر کھجور کا پانی اور منقے کو پانی میں بھگایا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے اور جھاگ پھینکے یہ بھی حرام نجس ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: شہد، انجیر، گیہوں،[6] جو وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں مثلاً یہاں ہندوستان میں مہوے[7] کی شراب بنتی ہے جب ان میں نشہ ہو حرام ہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶: کافر یا بچہ کو شراب پلانا بھی حرام ہے اگرچہ بطور علاج پلائے اور گناہ اسی پلانے والے کے ذمہ ہے۔[9] (ہدایہ) بعض مسلمان انگریزوں کی دعوت کرتے ہیں اور شراب بھی پلاتے ہیں وہ گنہگار ہیں اس شراب نوشی کا وبال انہیں پر ہے۔

---

1 ...... بھگو۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج١٠، ص٣٣، وغیرہ.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الأشربة، الباب الاول فی تفسیرہ... إلخ، ج٥، ص٤١٠.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج١٠، ص٣٦.

5 ...... المرجع السابق، ص٣٧.

6 ...... گندم۔

7 ...... ایک درخت جس کے پتے سرخ، زردی مائل اور خوشبودار ہوتے ہیں پھل گول چھوہارے کی مانند ہوتا ہے اس سے شراب بھی بنائی جاتی ہے۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج١٠، ص٣٩، ٤٠.

9 ...... "الهدایة"، کتاب الأشربة، ج٢، ص٣٩٨.

مسئلہ ۷: نبیذ یعنی کھجور یا منقے کو پانی میں بھگویا جائے وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے یہ جائز ہے احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔[1]

مسئلہ ۸: تونبے[2] اور ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا جائز ہے بعض خاص برتنوں میں نبیذ بنانے کی ابتدا میں ممانعت آئی تھی مگر بعد میں یہ ممانعت منسوخ ہوگئی۔[3]

مسئلہ ۹: گھوڑی کے دودھ میں بھی نشہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: بھنگ[5] اور افیون[6] اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیڑے[7] استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور[8] نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اِتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بعض عورتیں بچوں کو افیون کھلایا کرتی ہیں اور اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے نشہ میں پڑا رہے گا پریشان نہیں کرے گا یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچہ کو اگرچہ تھوڑی مقدار میں دی جاتی ہے مگر وہ اتنی ضرور ہوتی ہے کہ اُس کی عقل میں فتور آجائے۔

مسئلہ ۱۲: چانڈو[10] اور مدک[11] بھی افیون کے استعمال کے طریقہ ہیں کہ اس کا دھواں پیا جاتا ہے جیسا کہ تمباکو کو پیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے بلکہ غالباً افیون استعمال کرنے کی سب صورتوں میں یہ صورت زیادہ قبیح ومضر[12] ہے۔

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج۱۰، ص۳۹.
2. ......اندر سے خالی اور خشک کیا ہوا کدو۔
3. ......"صحیح مسلم"، کتاب الأشربة، باب النھی عن الإنتباذ...إلخ، الحدیث: ۶۴، ۶۵ـ(۹۷۷)، ص۱۱۰۷.
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج۱۰، ص۴۴.
5. ......ایک قسم کا نشہ آور پتوں والا پودا جس کے پتوں کو گھوٹ کر پیتے ہیں۔
6. ......ایک نشہ آور چیز جو پوست کے رس کو منجمد کرکے بنائی جاتی ہے، افیم۔
7. ......افیون اور بھنگ کا نشہ کرنے والے افراد۔
8. ......خرابی، فساد۔
9. ......"الدرالمختار"، کتاب الأشربة، ج۱۰، ص۴۶ـ۴۸.
10. ......افیون کا ایک نشہ جس میں افیون کو پانی میں پکا کر حقے کی طرح پیا جاتا ہے۔
11. ......افیون کا ایک نشہ جس میں افیون تمباکو کی طرح چلم بھر کر پیتے ہیں۔
12. ......نقصان دہ۔

مسئلہ ۱۳: چرس[1] گانجا[2] یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اس سے عقل میں فتور آجاتا ہے اس کا پینا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: جوز الطیب[3] میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ پیدا ہو جائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔

مسئلہ ۱۵: خشک چیزیں جو نشہ لاتی ہیں جیسے بھنگ وغیرہ یہ نجس نہیں ہیں لہٰذا ضماد[4] وغیرہ میں خارجی طور پر ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس طرح استعمال میں نشہ نہیں پیدا ہوگا پھر ناجائز کیوں ہو۔

مسئلہ ۱۶: حقہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر قول فیصل یہ ہے کہ اس کی متعدد صورتیں ہیں ایک یہ کہ حقہ پی کر عقل جاتی رہتی ہے جیسا کہ رامپور، بریلی، شاہجہانپور،[5] میں بعض لوگ رمضان شریف میں اِفطار کے بعد خاص اہتمام سے حقہ بھرتے ہیں اور اس زور سے دَم لگاتے ہیں کہ چلم سے اونچی لو اُٹھتی ہے اور پینے والے بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور بہت دیر تک بیہوش پڑے رہتے ہیں پانی کے چھینٹے دینے اور پانی پلانے سے ہوش آتا ہے اس طرح حقہ پینا حرام ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ نہ بیہوش ہو نہ عقل میں فتور پیدا ہو مگر گھٹیا خراب تمباکو پیا جائے اور حقّہ تازہ کرنے کا بھی چنداں خیال نہ ہو جس سے موتھ میں بدبو ہو جاتی ہے ایسا حقّہ مکروہ ہے اور اس حقہ کو پی کر بغیر منہ صاف کیے مسجد میں جانا منع ہے اس کا وہی حکم ہے جو کچے لہسن پیاز کھانے کا ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ تمباکو بھی اچھا ہو اور حقہ بھی بار بار تازہ کیا جاتا ہو کہ پینے سے منہ میں بدبو نہ پیدا ہو یہ مباح ہے اس میں اصلاً کراہت نہیں، بعض لوگوں نے حقہ کے حرام بتانے میں نہایت غلو کیا اور حد سے تجاوز کیا یہاں تک کہ اس کے متعلق حدیثیں بھی معاذاللہ وضع کر ڈالیں ان کی باتیں قابل اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۱۷: قہوہ، کافی، چائے کا پینا جائز ہے کہ ان میں نہ نشہ ہے نہ تفتیرِ عقل[6] البتہ یہ چیزیں خشکی لاتی ہیں اور نیند کو دفع کرتی ہیں اسی لیے مشائخ ان کو پیتے ہیں کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اور شب بیداری میں مدد ملے اور کسل[7] اور کاہلی کو بھی یہ چیزیں دفع کرتی ہیں۔

---

1 ...... ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور افیون سے تیار کیا جاتا ہے اسے تمباکو کی طرح پیتے ہیں۔

2 ...... بھنگ کی قسم کا ایک پودا جس کے پتے اور بیج نشہ آور ہوتے ہیں اور چلم میں بھر کر پیتے ہیں۔

3 ...... ایک قسم کا خوشبودار پھل۔

4 ...... جسم پر لیپ کرنا، جسم پر لگانا۔

5 ...... ہندوستان میں علاقوں کے نام ہیں۔

6 ...... عقل کی خرابی، فساد۔

7 ...... سستی۔

مسئلہ ۱۸: جس شخص کو افیون کی عادت ہے اُسے لازم ہے کہ ترک کرے اگر ایک دم چھوڑنے میں ہلاکت کا اندیشہ ہے تو آہستہ آہستہ کمی کرتا رہے یہاں تک کہ عادت جاتی رہے اور ایسا نہ کیا تو گنہگار و فاسق ہے۔[1] (ردالمحتار)

شکار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ ﴾[2]

''اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ ﴾[3]

''اور جب تم احرام سے باہر ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ٘ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَیْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ ﴾[4]

''اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا۔ تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں اُنہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو بیشک اللہ (عزوجل) جلد حساب کرنے والا ہے۔''

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الأشربة، ج ١٠، ص ٥٢.

2 ...... پ ٦، المائدة: ١.

3 ...... پ ٦، المائدة: ٢.

4 ...... پ ٦، المائدة: ٤.

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ﴾[1]

''اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ﴾[2]

''دریا کا شکار تمہارے لیے حلال ہے اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔''

حدیث ۱: رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''شکار کو حلال جانو اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو حلال فرمایا مجھ سے پہلے اللہ (عزوجل) کے بہت سے رسول تھے وہ سب شکار کیا کرتے تھے۔ اپنے لیے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال رزق تلاش کرو اس لیے کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) صالح تجار کا مددگار ہے۔''[3]

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب تم اپنا کتا چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اگر اس نے پکڑ لیا اور تم نے جانور کو زندہ پالیا تو ذبح کرلو اور اگر کتے نے مار ڈالا ہے اور اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو کھاؤ اور اگر کھالیا تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لیے شکار پکڑا اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہوگیا اور جانور مر گیا تو نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا اور جب شکار پر تیر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اور اگر شکار غائب ہوگیا اور ایک دن تک نہ ملا اور اُس میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو اگر چاہو کھا سکتے ہو اور اگر شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملا تو نہ کھاؤ۔''[4]

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم) ہم سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ ''جو تمہارے لیے اُس نے پکڑا ہے اُسے کھاؤ'' میں نے عرض کی اگرچہ مار ڈالیں فرمایا: ''اگرچہ مار ڈالیں'' میں نے عرض کی ہم تیر سے شکار کرتے ہیں فرمایا: ''تیر نے جسے چھید

---

1 ...... پ۷، المائدۃ: ۹۵.

2 ...... پ۷، المائدۃ: ۹۶.

3 ...... ''المعجم الکبیر''، الحدیث: ۷۳۴۲، ج۸، ص ۵۱، ۵۲.

4 ...... ''صحیح البخاری''، کتاب الصید إذا غاب... إلخ، باب الصید، الحدیث: ۵۴۸۴، ج۳، ص ۵۵۲.

دیا اُسے کھاؤ اور پٹ تیر[1] شکار کو لگے اور مر جائے تو نہ کھاؤ'' کیونکہ دب کر مرا ہے۔[2]

حدیث ۴: امام بخاری نے عطاء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور گوشت نہ کھایا تو اُس جانور کو کھا سکتے ہو۔[3]

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابوثعلبہ خُشَنِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا اُن کے برتن میں کھا سکتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں کمان سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے سے شکار کرتا ہوں جو معلم نہیں ہے اور معلم کتے سے بھی شکار کرتا ہوں اس میں کیا چیز میرے لیے درست ہے۔ ارشاد فرمایا: ''وہ جو تم نے اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا۔ (اس کا حکم یہ ہے) کہ اگر تمہیں دوسرا برتن ملے تو اُس میں نہ کھاؤ اور دوسرا برتن نہ ملے تو اُسے دھولو پھر کھاؤ۔ اور کمان سے جو تم نے شکار کیا اور بسم اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور معلم کتے سے جو شکار کیا اور بسم اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور غیر معلم سے جو شکار کیا ہے اور اُسے ذبح کر لیا تو کھاؤ۔''[4]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جب تیر سے شکار مارو غائب ہو جائے پھر مل جائے تو کھالو جبکہ بدبودار نہ ہو۔''[5]

حدیث ۷: ابوداود نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''کتے یا باز کو اگر تم نے سکھالیا ہے پھر اُسے شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لی ہے تو کھاؤ جو تمہارے لیے پکڑے'' میں نے کہا اگرچہ مار ڈالے فرمایا: ''اگر مار ڈالے اور اُس میں سے نہ کھائے تو تمہارے لیے پکڑا ہے۔''[6]

حدیث ۸: کتاب الآثار میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ تمہارے کتے نے جس چیز کو تمہارے لیے پکڑا ہے اسے کھاؤ اگر وہ سیکھا ہوا ہو پھر اگر اُس کتے نے اس سے کچھ کھالیا تو نہ کھاؤ اس لیے کہ اس نے اپنے ہی لیے پکڑا ہے لیکن اگر شکرہ اور باز نے کھا بھی لیا ہے تب بھی کھا سکتے ہو اس واسطے کہ اس کی تعلیم

---

1 ...... یعنی تیر چوڑائی میں۔

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب ما أصاب المعراض بعرضه، الحديث: ٥٤٧٧، ج٣، ص٥٥٠.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب إذا أكل الكلب، ج٣، ص٥٥٢.

4 ...... المرجع السابق، باب صيد القوس، الحديث: ٥٤٧٨، ج٣، ص٥٥١.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيد... إلخ، باب إذا غاب عنه الصيد... إلخ، الحديث: ٩-(١٩٣١)، ص١٠٦٨.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيد، باب في الصيد، الحديث: ٢٨٥١، ج٣، ص١٤٨.

یہ ہے کہ جب تم اُسے بلاؤ تو آجائے اور وہ تمہاری مار کی برداشت نہیں کرسکتا کہ مار کھانا چھڑا دو۔[1]

حدیث ۹: ابوداود نے اُنہیں[2] سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور دوسرے دن اپنا تیر اس میں پاتا ہوں۔ فرمایا کہ ''جب تمہیں معلوم ہو کہ تمہارے تیر نے اُسے مارا ہے اور اس میں کسی درندہ کا نشان نہ دیکھو تو کھالو''۔[3]

حدیث ۱۰: امام احمد نے عبداللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا: ''ایسی چیز کو کھاؤ جس کو تمہاری کمان یا تمہارے ہاتھ نے شکار کیا ہو، ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اگرچہ وہ آنکھوں سے غائب ہو جائے جب تک اس میں تمہارے تیر کے سوا دوسرا نشان نہ ہو''۔[4]

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجوسی کے کتے نے جو شکار کیا ہے اُس کی ہمیں ممانعت ہے۔[5]

حدیث ۱۲: امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ غُلہ[6] مارنے سے جو جانور مر گیا وہ موقوذہ[7] ہے[8] (یعنی اُس کا کھانا حرام ہے)۔

حدیث ۱۳: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ جب شکار کو مارا جائے اور اُس کا ہاتھ یا پیر کٹ کر الگ ہو جائے تو الگ ہونے والے کو نہ کھایا جائے اور باقی کو کھاسکتا ہے ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب گردن یا وسطِ جسم میں[9] مارو تو کھاسکتے ہو[10] (یعنی گردن جدا ہو جائے یا وسط سے کٹ جائے تو اس ٹکڑے کو بھی کھایا جائے گا)

---

1 ...... "كتاب الآثار"، كتاب الحظر و الاباحة، باب صيد الكلب، الحديث: ٨٢٦، ص١٨٩.

2 ...... یعنی عدی بن حاتم۔

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الصيد، باب ماجاء في الرجل يرمي الصيد... إلخ، الحديث: ١٤٧٣، ج٣، ص١٤٥.

ہمارے پاس موجود سنن ابوداؤد کے نسخوں میں یہ روایت نہیں ملی لیکن اس سے ملتی جلتی روایت، سنن ابوداؤد ہی میں حدیث: ۲۸۴۹، ج ۳، ص ۱۴۷ پر مذکور ہے۔ جامع الترمذی میں یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے جبکہ مشکوٰۃ المصابیح، الحدیث: ۴۰۸۴، ج ۲، ص ۴۲۸ پر یہی حدیث سنن ابوداؤد کے حوالے سے حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے۔... **علمیه**

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص، الحديث: ٦٧٣٧، ج٢، ص٦٠٧.

و "كنز العمال"، كتاب الصيد، الحديث: ٢٥٨١٨، الجزء التاسع، ج٥، ص١٠٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الصيد، باب في صيد كلب المجوس، الحديث: ١٤٧١، ج٣، ص١٤٤.

6 ...... مٹی کی گولی (چھوٹا ڈھیلا) یا چھوٹا پتھر جسے غلیل میں رکھ کر مارتے ہیں۔

7 ...... وہ جانور جس کو لکڑی وغیرہ سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوٹ کھا کر مر جائے۔

8 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب صيد المعراض، ج٣، ص٥٥٠.

9 ...... جسم کے درمیان میں۔

10 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح... إلخ، باب صيدالقوس، ج٣، ص٥٥٠.

حدیث ۱۴: طبرانی اور حاکم اور بیہقی و ابن عساکر نے زِرِبن حُبَیْش [1] سے روایت کی انھوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ خرگوش کو لکڑی یا پتھر سے مار کر (بغیر ذبح کیے) نہ کھاؤ لیکن بھالے [2] اور برچھی [3] اور تیر سے مار کر کھاؤ۔ [4]

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا جس نے اور کتا پالا اُس کے عمل سے ہر دن دو قیراط کم ہو جائے گا۔'' [5]

مسائل فقہیّہ

شکار اُس وحشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جاسکتا ہو اور کبھی فعل یعنی اس جانور کے پکڑنے کو بھی شکار کہتے ہیں۔ حرام و حلال دونوں قسم کے جانور کو شکار کہتے ہیں شکار سے جانور حلال ہونے کے لیے پندرہ ۱۵ شرطیں ہیں۔ پانچ شکار کرنے والے میں اور پانچ کتے میں اور پانچ شکار میں:

① شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔

② اُس نے کتے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔

③ چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہو۔

④ بسم اللہ قصداً ترک نہ کی ہو۔

⑤ چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا ہو۔

⑥ کتا معلَّم (سکھایا ہوا) ہو۔

⑦ جدھر چھوڑا گیا ہو اُدھر ہی جائے۔

⑧ شکار پکڑنے میں ایسا کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حرام ہے۔

---

1 ...... بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر '' زربن جیش، رزین بن جیش، زرین جیش '' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتب حدیث میں ''زِرِبن حُبَیْش '' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درست کر دیا ہے۔...علمیہ

2 ...... نیزہ۔ 3 ...... چھوٹا نیزہ۔

4 ...... ''المعجم الکبیر''، صفۃ عمر بن الخطاب، الحدیث ٥١، ج ١، ص ٦٥.

و ''المستدرک'' للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر نسب عمر، الحدیث: ٤٥٣٥، ج ٤، ص ٣٢.

5 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب الذبائح... إلخ، باب من اقتنی کلباً... إلخ، الحدیث: ٥٤٨٠، ج ٣، ص ٥٥١.

⑨ شکار کو زخمی کرکے قتل کرے۔

⑩ اُس میں سے کچھ نہ کھائے۔

⑪ شکار حشرات الارض میں سے نہ ہو۔

⑫ پانی کا جانور ہو تو مچھلی ہی ہو۔

⑬ بازوؤں یا پاؤں سے اپنے آپ کو شکار سے بچائے۔

⑭ کیلے [1] یا پنجہ والا جانور نہ ہو۔

⑮ شکاری کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مرجائے۔ یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

یہ شرائط اُس جانور کے متعلق ہیں جو مرگیا ہو اور اس کا کھانا حلال ہو۔ [2]

مسئلہ ۱: شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لھو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔ [3] (درمختار) اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لیے عرف عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے اگر اس سے بہت کم داموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے وہ یہی چاہیں گے کہ جو کچھ ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لھو ہی ہے، شکار کرنا جائز و مباح اُس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست احباب کو ہدیہ کرنا یا اُس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اُس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لیے قتل کرنا وغیرہ ذلک۔

مسئلہ ۲: جس جانور کا گوشت حلال ہے اُس کے شکار سے بڑا مقصود کھانا ہے اور حرام جانور کو بھی کسی غرض صحیح سے شکار کرنا جائز ہے مثلاً اس کی کھال یا بال کو کام میں لانا مقصود ہے یا وہ موذی جانور ہے اُس کے ایذا سے بچنا مقصود ہے۔ [4] (شلبیہ) بعض آدمی جنگلی خنزیر کا شکار کرتے ہیں یا شیر وغیرہ کا جنگلوں میں جا کر شکار کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ لوگوں کو اُن کی اذیت سے بچائیں بلکہ محض تفریح خاطر اور اپنی بہادری کے لیے اس قسم کے شکار کھیلے جاتے ہیں یہ شکار مباح نہیں۔

---

1 ...... گوشت خور جانوروں کے وہ دونوں بڑے دانت جن کے ذریعے سے وہ گوشت کاٹتے یا شکار پکڑتے ہیں۔

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصید، الباب الاول فی تفسیره ورکنه وحکمه، ج۵، ص۴۱۷.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصّید، ج۱۰، ص۵۳، ۵۴.

4 ...... "حاشیة الشلبی" علی "التبیین الحقائق"، کتاب الصّید، ج۷، ص۱۱۱.

مسئلہ ۳: شکار کو پیشہ بنالینا اور کسب کا ذریعہ کرلینا جائز ہے بعض فقہا نے اس کو ناجائز یا مکروہ کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ کراہت جب ہی ہوسکتی ہے کہ اس کے لیے دلیل شرعی ہو اور دلیل میں یہ کہنا کہ جان مارنے کا پیشہ کرلینا قساوتِ قلب [1] کا سبب ہوتا ہے اس سے بھی کراہت ثابت نہیں، صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ دوسرے جائز پیشے اس سے بہتر ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قصاب کا پیشہ بھی مکروہ ہو حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جنگلی جانور کو جو شخص پکڑے اُس کی مِلک ہوجاتا ہے پکڑنا حقیقۃً ہو یا حکماً، حکماً کی صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع ہو اس کا استعمال کرے اور استعمال سے مقصود شکار کرنا ہو لہٰذا اگر جال تانا اور اُس میں جانور پھنس گیا تو جال والے کا ہوگیا، جال اسی مقصد سے تانا ہو یا کچھ مقصد نہ ہو ہاں اگر کھانے کے لیے تانا تو اس کی مِلک نہیں جب تک پکڑ نہ لے۔ حکماً پکڑنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع نہ ہو اُس کو بقصد شکار استعمال کرے مثلاً شکار پکڑنے کے لیے ڈیرہ نصب کیا [3] اور اس میں شکار آگیا اور بند ہوگیا تو ڈیرہ والا مالک ہوگیا یا مکان کا دروازہ اس غرض سے کھول رکھا تھا اُس میں ہرن آگیا اور دروازہ بند کرلیا۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جال تانا تھا اس میں شکار پھنسا، کسی دوسرے نے اس کو پکڑ لیا تو شکار والے کا ہے اُس کا نہیں جس نے پکڑ لیا ہاں اگر وہ جال سے نکل کر بھاگ گیا یا اُڑ گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی پکڑنے والے کا ہے جال والے کا نہیں اور اگر جال میں پھنسا اور جال والے نے پکڑ لیا پھر اس سے چھوٹ کر بھاگا اور دوسرے نے پکڑا تو جال والے ہی کا ہے کہ پکڑنے سے اس کی مِلک ہوگیا اور بھاگنے سے مِلک نہیں جاتی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: پانی کاٹ کر اپنی زمین میں لایا اس غرض سے پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں گی اور اُن کو شکار کرے گا پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں اور پانی جاتا رہا مچھلیاں زمین پر پڑی ہیں یا تھوڑا سا پانی باقی ہے کہ بغیر شکار کیے مچھلیاں ویسے ہی پکڑی جاسکتی ہیں یہ مچھلیاں زمین والے کی ہیں دوسرا شخص ان کو نہیں پکڑ سکتا جو پکڑے گا اُسے تاوان دینا ہوگا اور اگر پانی زیادہ ہے کہ بغیر شکار کیے مچھلیاں ہاتھ نہیں آتیں تو جو چاہے پکڑ لے تو یہی پکڑنے والا مالک ہے۔ [6] (عالمگیری)

---

1 ...... دل کی سختی۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصّید، ج ۱۰، ص ۵٤.

3 ...... خیمہ لگایا۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصّید، ج ۱۰، ص ۵۵.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصّید، الباب الثانی فی بیان ما یملك به الصید... إلخ، ج ۵، ص ٤۱۸.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۷: ایک شخص نے پانی میں جال ڈالا دوسرے نے شص[1] پھینکی مچھلی جال میں آئی اور اُس نے شص کو بھی پکڑ لیا اگر جال کے باریک حصہ میں آچکی ہے تو جال والے کی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: پانی میں کانٹا ڈالا مچھلی پھنسی اس نے باہر پھینکی خشکی میں گری اور ایسی جگہ گری کہ یہ اُس کے پکڑنے پر قادر ہے پھر تڑپ کر پانی میں چلی گئی تو یہ شخص اُس کا مالک ہو گیا اور اگر باہر نکالنے سے پہلے ہی ڈورا ٹوٹ گیا تو مالک نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: کسی شخص نے گڑھا کھودا تھا اس میں شکار آکر گرا تو جو شخص پکڑ لے اسی کا ہے اور اگر گڑھا کھودنے سے مقصود ہی یہ تھا کہ اس میں شکار گرے گا اور پکڑوں گا تو شکار اسی کا ہے دوسرے کو اس کا پکڑنا جائز نہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: کوآں کھودا تھا اور یہ مقصد نہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے شکار پکڑے گا اس میں شکار گرا اگر کوئیں والا وہاں سے قریب ہے کہ ہاتھ بڑھا کر شکار پکڑ سکتا ہے اسی کا ہے دوسرا شخص نہیں پکڑ سکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: پھندے میں شکار پھنسا مگر رسی توڑ کر بھاگا دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی کا ہے اور اگر پھندے والا اتنا قریب آچکا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتا ہے اتنے میں شکار نے رسی تڑائی اور دوسرے نے پکڑ لیا تو پھندے والے کا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: کسی کے مکان میں دوسرے لوگوں کے کبوتروں نے انڈے بچے کیے تو یہ انڈے بچے اُسی کے ہیں جس کے کبوتر ہیں دوسرے لوگوں کو یا مالک مکان کو ان کا پکڑنا اور رکھنا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: شکار کو مارا وہ زخمی نہیں ہوا مگر چوٹ سے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد اُٹھ کے بھاگا اب دوسرے شخص نے مارا اور پکڑ لیا تو اسی دوسرے کا ہے اور اگر بے ہوشی میں پہلے شخص نے پکڑ لیا تھا تو پہلے کا ہے اور اگر شکار زخمی ہو گیا تھا مگر پہلے نے پکڑا نہیں کچھ دنوں بعد اچھا ہو گیا پھر دوسرے نے مارا اور پکڑا تو اس کا نہیں پہلے ہی شخص کا ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الثاني في بيان ما يملك به الصيد... إلخ، ج٥، ص٤١٨.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الصّيد، ج٢، ص٣٣٧.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الثاني في بيان ما يملك به الصيد... إلخ، ج٥، ص٤١٨.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصّيد، ج١٠، ص٥٥.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الثاني في بيان ما يملك به الصيد... إلخ، ج٥، ص٤١٩.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: شکار کی مِلک[1] کے متعلق یہ چند جزئیات اس لیے ذکر کئے کہ شکاریوں کو شکار کے لینے میں اس قدر شغف[2] ہوتا ہے کہ وہ بالکل اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے کہ یہ چیز ہمیں لینی جائز بھی ہے یا نہیں، ان مسائل سے اُن کو یہ کرنا چاہیے کہ کس صورت میں ہماری مِلک ہے اور کس صورت میں دوسرے کی، تاکہ اپنی مِلک نہ ہو تو لینے سے بچیں۔

جانوروں سے شکار کا بیان

مسئلہ ۱: ہر درندہ جانور سے شکار کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ نجس العین نہ ہو اور اُس میں تعلیم کی قابلیت ہو اور اُسے سکھا بھی لیا ہو۔ درندہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) چوپایہ جیسے کتا وغیرہ جس میں کیلا ہوتا ہے، (۲) پنجہ والا پرند جیسے باز، شکرا وغیرہ۔ جس درندہ میں قابلیت تعلیم نہ ہو اس کا شکار حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ شکار پکڑ کر ذبح کرلیا جائے لہٰذا شیر اور ریچھ سے شکار حلال نہیں کہ ان دونوں میں تعلیم کی قابلیت ہی نہیں۔ شیر اپنی علو ہمت[3] اور ریچھ اپنی دنات[4] اور خساست[5] کی وجہ سے تعلیم کی قابلیت نہیں رکھتے، بعض فقہا نے چیل کو بھی قابل تعلیم نہیں مانا ہے کہ یہ بھی اپنی خساست کی وجہ سے تعلیم نہیں حاصل کرتی۔[6] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: کتا چیتا وغیرہ چوپایہ کے معلّم ہونے[7] کی علامت یہ ہے کہ پے در پے تین مرتبہ ایسا ہو کہ شکار کو پکڑے اور اُس میں سے نہ کھائے تو معلوم ہوگیا کہ یہ سیکھ گیا اب اس کے بعد جو شکار کرے گا اور وہ مر بھی جائے تو اُس کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ دیگر شرائط بھی پائے جائیں کہ اس کا پکڑنا ہی ذبح کے قائم مقام ہے اور شکرا باز وغیرہ شکاری پرند کے معلم ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اُسے شکار پر چھوڑا اس کے بعد واپس بلالیا تو واپس آجائے اگر واپس نہ آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تمہارے قابو میں نہیں ہے معلم نہیں ہوا۔[8] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی ملکیت۔

2 ...... دلچسپی، مشغولیت۔

3 ...... بلند ہمتی۔

4 ...... کمینگی۔

5 ...... کمینہ پن۔

6 ...... "الهداية"، كتاب الصّيد،فصل فى الجوارح، ج٢،ص ٤٠١.

و"الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج١٠،ص٥٦.

7 ...... یعنی سکھائے ہوئے۔

8 ...... "الهداية"، كتاب الصيد،فصل فى الجوارح، ج٢،ص ٤٠١، ٤٠٢.

مسئلہ ۳: کتے نے شکار پکڑنے کے بعد اُس کا گوشت نہیں کھایا مگر خون پی لیا تو کوئی حرج نہیں، شکرے باز وغیرہ پرند شکاریوں نے اگر گوشت میں سے کچھ کھالیا تو جانور حلال ہے کہ یہ بات اُس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں اور اگر مالک نے شکار میں سے ٹکڑا کاٹ کر کتے کو دیا اور اُس نے کھالیا تو ماقی[1] گوشت کھایا جائے گا کہ اس صورت میں اُس نے خودنہیں کھایا مالک نے کھلایا تب کھایا، اسی طرح اگر مالک نے شکار کو محفوظ کرلیا اُس کے بعد کتے نے اُس میں سے چھین جھپٹ کر کچھ کھالیا تو ماقی گوشت جائز ہے کہ یہ بات اُس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں۔[2] (زیلعی)

مسئلہ ۴: کتے کو شکار پر چھوڑا اس نے شکار کی بوٹی کاٹ لی اور اُسے کھالیا اس کے بعد شکار کو پکڑا اور مار ڈالا تو یہ شکار حرام ہے کہ جب کتے نے کھالیا تو معلم نہ رہا اور اُس کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور اگر کتے نے بوٹی کاٹ لی مگر اُس کو کھایا نہیں چھوڑ دیا اور شکار کا پیچھا کیا شکار پکڑنے کے بعد جب مالک نے شکار پر قبضہ کرلیا اب کتے نے وہ بوٹی کھائی تو جانور حلال ہے۔[3] (زیلعی)

مسئلہ ۵: یہ ضروری ہے کہ شکاری جانور نے شکار کو زخمی کر کے مارا ہو محض دبوچنے سے مر گیا ہو تو کھانا حلال نہیں، کسی خاص جگہ پر زخم کرنا ضروری نہیں بلکہ جس کسی مقام پر گھائل[4] کردیا ہو حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔[5] (زیلعی) شکرا اپنے مالک کے پاس سے اُڑ گیا ایک مدّت کے بعد پھر آ گیا مالک نے اس سے شکار کیا تو بغیر ذبح یہ شکار حلال نہیں کہ بھاگ جانے سے وہ معلم نہ رہا اب پھر جب تک اُس کا معلم ہونا ثابت نہ ہو جائے اُس کا مارا ہوا شکار حلال قرار نہیں پائے گا۔[6] (زیلعی)

مسئلہ ۶: جو کتا معلم[7] ہو چکا تھا جب کبھی شکار میں سے کچھ کھالے گا وہ شکار حرام ہے بلکہ اُس کے بعد کے شکار بھی حرام ہیں بلکہ اس سے پہلے کا شکار جو ابھی محفوظ ہے وہ بھی حرام، ہاں جو کھایا جاچکا ہے اس کو حرام نہیں کہا جا سکتا، اس کتے کو پھر سے سکھانا ہوگا کیونکہ شکار میں سے کھانے کی وجہ سے معلم نہ رہا جاہل ہو گیا اب اس کا شکار اُس وقت حلال ہوگا کہ سکھالیا جائے۔[8] (ہدایہ)

---

1 ...... بچاہوا۔

2 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الصيد، ج٧، ص ١١٥، ١١٧.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... گہرا زخم۔

5 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الصيد، ج٧، ص ١١٧، ١١٨.

6 ...... المرجع السابق، ص ١١٤.

7 ...... یعنی سکھایا ہوا۔

8 ...... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الجوارح، ج٢، ص ٤٠٢، ٤٠٣.

مسئلہ ۷: مسلم یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو شکار پر چھوڑا تب مرا ہوا شکار حلال ہوگا، اگر مجوسی یا بت پرست یا مرتد نے چھوڑا تو حلال نہیں جس طرح ان کا ذبیحہ حلال نہیں اگرچہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی ہو اور اگر جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مار ڈالا یہ شکار حلال نہیں۔[1] یوہیں اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کسی نے چھوڑا یا خود ہی جا کر پکڑ لایا، یہ معلوم نہیں کہ کس نے مسلم نے یا مجوسی نے، تو جانور حلال نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے جس طرح ذبح کرتے وقت اگر بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو حلال ہے، حرام اُس وقت ہے جب قصداً نہ پڑھے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: شکار پر چھوڑتے وقت قصداً بسم اللہ نہیں پڑھی بلکہ جب کتے نے جانور پکڑا اس وقت بسم اللہ پڑھی جانور حلال نہ ہوا کہ بسم اللہ پڑھنا اُس وقت ضروری تھا اب پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مسلم نے شکار پر کتا چھوڑا مجوسی یا ہندو نے کتے کو شہ دی[5] جیسا کہ شکار کرتے وقت کتے کو جوش دلاتے ہیں اُس کے شہ دینے پر جوش میں آیا اور شکار مارا یہ حلال ہے اور اگر مجوسی نے چھوڑا اور مسلم نے شہ دی تو حرام ہے یعنی کتا چھوڑنے کا اعتبار ہے اس کا اعتبار نہیں کہ کس نے جوش دلایا، اسی طرح اگر محرم نے[6] شہ دی اور شکار پر جانور اُس نے چھوڑا ہے جو احرام نہیں باندھے ہوئے ہے تو جانور حلال ہے مگر محرم کو اس صورت میں شکار کا فدیہ دینا ہوگا کہ اُس کو شکار میں مداخلت جائز نہیں۔[7] (زیلعی)

مسئلہ ۱۱: کتا چھوڑا نہیں گیا بلکہ وہ خود چھوٹ گیا اور اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا کسی مسلم نے اس کو شہ دی اس سے جوش میں آیا اور شکار کو مارا یہ شکار حلال ہے اس صورت میں شہ دینا ہی چھوڑنے کے قائم مقام ہے، ان باتوں میں شکرے اور باز کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا ہے۔[8] (زیلعی)

---

1 ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "حرام نہیں" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ردالمحتار میں ہے "اور اگر جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مار ڈالا یہ شکار حلال نہیں"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... **علمیه**

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الصّيد، ج ١٠، ص ٥٩.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج ١٠، ص ٥٩، ٦٠.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الصّيد، ج ١٠، ص ٥٩.

5 ......یعنی کتے کو شکار پر اُبھارا۔

6 ......احرام باندھے ہوئے شخص نے۔

7 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الصيد، ج ٧، ص ١٢٠.

8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: کتے کو شکار پر چھوڑا اُس نے کئی پکڑ لیے سب حلال ہیں اور جس شکار پر چھوڑا اس کو نہیں پکڑا دوسرے کو پکڑا یہ بھی حلال ہے اور اگر کتے کو شکار پر نہ چھوڑا ہو بلکہ کسی اور چیز پر چھوڑا اور اُس نے شکار مارا یہ حلال نہیں کہ یہاں شکار کرنا ہی نہیں ہے۔(1) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: شکاری جانور کو وحشی جانور(2) پر چھوڑنا شکار ہے اگر پلاؤ اور مانوس جانور پر کتا چھوڑا جائے اور وہ مار ڈالے تو یہ جانور حلال نہیں ہوگا کہ ایسے جانوروں کے حلال ہونے کے لیے ذبح کرنا ضروری ہے ذکاۃ اضطراری یہاں کافی نہیں ہے(3)۔(4) (درمختار)

مسئلہ ۱۴: کتے کے ساتھ اگر شکار کرنے میں دوسرا کتا جس کا شکار حلال نہ ہو شریک ہو گیا تو یہ شکار حلال نہ ہوگا مثلاً دوسرا کتا جو معلم نہ تھا اُس کی شرکت میں شکار ہوا یا مجوسی کے کتے کی شرکت میں شکار ہوا یا دوسرے کو کسی نے چھوڑا ہی نہیں ہے وہ اپنے آپ شریک ہو گیا اُس دوسرے کے چھوڑنے کے وقت قصداً بسم اللہ چھوڑ دی ان سب صورتوں میں وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حرام ہے۔(5) (درمختار)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی ضروری ہے کہ کتے کو جب شکار پر چھوڑا جائے فوراً دوڑ پڑے طویل وقفہ نہ ہونے پائے ورنہ جانور حلال نہ ہوگا، طول وقفہ کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے کام میں مشغول نہ ہو مثلاً چھوڑنے کے بعد پیشاب کرنے لگا یا کچھ کھانے لگا اس صورت میں شکار حلال نہیں۔(6) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: چھوڑنے کے بعد کتا شکار پر دوڑا مگر بعد میں شکار سے دہنے یا بائیں کو مڑ گیا یا شکار کی طلب کے سوا کسی دوسرے کام میں لگ گیا یا سُست پڑ گیا پھر کچھ وقفہ کے بعد شکار کا پیچھا کیا اور جانور کو مارا اس کا کھانا حلال نہیں ہاں ان صورتوں میں اگر کتے کو پھر سے چھوڑا جاتا تو جانور حلال ہوتا یا مالک کے للکارنے سے شکار پر جھپٹتا اور مارتا تو کھایا جاتا۔(7) (ردالمحتار)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الصید، ج۱۰،ص ٦۰.

2 ......یعنی جنگلی جانور۔

3 ......بہار شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر " ذکاۃ اضطراری یہاں کافی ہے " لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل (درمختار) میں یہ ہے "ذکاۃ اضطراری یہاں کافی نہیں"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... علمیه

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الصَّید، ج۱۰،ص ٦۰.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الصَّید، ج۱۰،ص ٦۱.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الصَّید، ج۱۰،ص ٦۱.

مسئلہ ۱۷: اگر کتے کا رُک جانا یا چھپ جانا آرام طلبی کے لئے نہ ہو بلکہ شکار کرنے کا یہ حیلہ داؤں ہو[1] جس طرح چیتا شکار کو گھات سے[2] پکڑتا ہے اس میں حرج نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: شکار اگر زندہ مل گیا اور ذبح کرنے پر قدرت ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے کہ ذکاۃ اضطراری مجبوری کی صورت میں ہے اور یہاں مجبوری نہیں ہے اور اگر جانور اُس کو زندہ ملا مگر یہ اُس کے ذبح پر قدرت نہیں رکھتا ہے کہ وقت تنگ ہے یا ذبح کا آلہ موجود نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر جانور میں حیاۃ[4] اتنی باقی ہے جو مذبوح[5] سے زیادہ ہے تو حرام ہے ورنہ جائز ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: شکار تک پہنچ گیا ہے مگر اسے پکڑتا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کرسکتا تھا مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں ہے کہ ذبح کرسکے تو حلال ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: کتے کو شکار پر چھوڑا اُس نے ایک شکار مارا پھر دوسرا مارا دونوں حلال ہیں اور اگر پہلا شکار کرنے کے بعد دیر تک رُکا رہا پھر دوسرا مارا تو دوسرا حرام ہے کہ پہلے شکار کے بعد جب وقفہ ہوا تو شکار پر چھوڑنا دوسرے کے بارے میں نہیں پایا گیا۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: معلم کتے کے ساتھ دوسرے کتے نے شرکت کی جس کا شکار حرام ہے مگر اُس نے شکار کرنے میں شرکت نہیں کی ہے بلکہ یہ کتا گھیر گھار کر[9] شکار کو ادھر لایا اور پہلے ہی کتے نے شکار کو زخمی کیا اور مارا ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے اور اگر دوسرا کتا گھیر کر ادھر نہیں لایا بلکہ اُس نے پہلے کتے کو دوڑایا اور اُس نے شکار کو دوڑا کر زخمی کیا اور مارا تو یہ شکار حلال ہے۔[10] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۲: مسلم نے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اُس نے شکار کو جھنجھوڑا یعنی اچھی طرح زخمی کیا اُس کے بعد پھر حملہ کیا

---

1 ...... یعنی شکار کو دھوکا دینا ہو۔ 2 ...... چھپ کر، دھوکا دے کر۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج ١٠، ص ٦١.

4 ...... زندگی، سانس۔ 5 ...... ذبح کیا ہوا۔

6 ...... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الجوارح، ج ٢، ص ٤٠٣، ٤٠٤.

7 ...... المرجع السابق، ص ٤٠٤. 8 ...... المرجع السابق، ص ٤٠٥.

9 ...... گھیرا ڈال کر۔

10 ...... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الجوارح، ج ٢، ص ٤٠٥، ٤٠٦.

اور مار ڈالا یہ شکار حلال ہے اسی طرح اگر دو کتے چھوڑے ایک نے اُسے جھنجھوڑا اور دوسرے کتے نے مار ڈالا یہ شکار بھی حلال ہے، یونہی اگر دو شخصوں نے بسم اللہ کہہ کر دو کتے چھوڑے ایک کے کتے نے جھنجھوڑ ڈالا اور دوسرے کے کتے نے مار ڈالا یہ جانور حلال ہے کھایا جائے گا مگر مِلک پہلے شخص کی ہے دوسرے کی نہیں کیونکہ پہلے نے جب اُسے گھائل کر دیا اور بھاگنے کے قابل نہ رہا اُسی وقت اُس کی مِلک ہو چکی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: ایک کتے نے شکار کو پچھاڑ لیا[2] اور شکار کی حد سے خارج ہو گیا اب اُس کے بعد دوسرے شخص نے اُسی جانور پر اپنا کتا چھوڑا اور اُس کتے نے مار ڈالا حرام ہے، کھایا نہ جائے کہ جب وہ جانور بھاگ نہیں سکتا تو اگر موقع ملتا ذبح کیا جاتا ایسی حالت میں ذکاۃ اضطراری نہیں ہے لہذا حرام ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: شکار کی دوسری نوع[4] تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھے اور تیر سے جانور زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی لکڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا کہ اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: شکار اگر غائب ہو گیا کتے کا ہو یا تیر کا تو یہ اس وقت حلال ہو گا کہ شکاری برابر اس کی جستجو[6] جاری رکھے بیٹھ نہ رہے اور اگر بیٹھ رہا پھر شکار مرا ہوا ملا تو حلال نہیں اور پہلی صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ شکار میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا زخم نہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ کتا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کتے کی تلاش میں رہے، اگر نظر سے شکار غائب ہو گیا پھر دیر کے بعد ملا اور اُس کی دو صورتیں ہیں اگر جستجو جاری رکھی اور شکار کو مرا ہوا پایا اور کتا بھی شکار کے پاس ہی تھا تو کھایا جا سکتا ہے اور اگر کتا وہاں سے چلا آیا ہے تو نہ کھایا

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الجوارح، ج۲، ص۴۰۶.

2 ...... شدید زخمی کر دیا، گرا دیا۔

3 ...... "الهداية"، كتاب الصيد، فصل في الجوارح، ج۲، ص۴۰۶.

4 ...... یعنی دوسری قسم۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج۱۰، ص۶۴، وغيره.

6 ...... تلاش۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج۱۰، ص۶۴.

جائے اور اگر شکار کی تلاش میں نہ رہا کسی دوسرے کام میں مشغول ہوگیا پھر شکار کو پایا مگر معلوم نہیں کہ کتے نے زخمی کیا ہے یا کسی دوسری چیز نے تو نہ کھایا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: شکار کی آہٹ محسوس ہوئی اور اُس شخص کو یہی گمان ہے کہ یہ شکار کی آہٹ ہے اُس نے کتا یا باز چھوڑ دیا یا تیر چلا دیا اور شکار کو مارا یہ جانور حلال ہے جبکہ بعد میں یہی ثابت ہو کہ یہ آہٹ شکار ہی کی تھی کہ اُس کا یہ فعل شکار کرنا قرار پائے گا اگرچہ شکار کو آنکھ سے دیکھا نہ ہو، اور اگر بعد میں یہ پتہ چلا کہ وہ شکار کی آہٹ نہ تھی کسی آدمی کی پہل چل تھی[2] یا گھریلو جانور کی تھی تو وہ شکار حلال نہیں کہ جس چیز پر کتا چھوڑا یا تیر چلایا وہ شکار نہ تھا لہٰذا شکار کرنا نہ پایا گیا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: پرند پر تیر چلایا وہ تو اُڑ گیا دوسرے شکار کو لگا یہ حلال ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پرند جس پر تیر چلایا تھا وحشی ہے یا نہیں۔ چونکہ پرند میں غالب یہی ہے کہ وحشی ہو اور اگر اونٹ پر تیر چلایا وہ اونٹ کو نہیں لگا بلکہ کسی شکار کو لگا اس کی دو صورتیں ہیں اگر معلوم ہے کہ اونٹ بھاگ گیا ہے کسی طرح قابو میں نہیں آتا یعنی وہ اس حالت میں ہے کہ اُس کا ذبح اضطراری ہوسکتا ہے تو وہ شکار حلال ہے اور اگر یہ پتہ نہ ہو تو شکار حلال نہیں کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا نہیں ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹: جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے بغیر ذبح کیے حلال نہیں، یہی حکم کتے کے شکار کا بھی ہے یہاں حیاۃ سے مراد یہ ہے کہ اُس کی زندگی مذبوح سے کچھ زیادہ ہو اور مُتَرَدِّیہ[5] ونطیحہ[6] وموقوذہ[7] ومریضہ[8] وغیرہا میں مطلقاً زندگی مراد ہے یعنی اگر ان جانوروں میں کچھ بھی زندگی باقی ہے اور ذبح کرلیا تو حلال ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: بسم اللہ پڑھ کر تیر چھوڑا ایک شکار کو چھیدتا ہوا دوسرے کو لگا دونوں حلال ہیں اور اگر ہوا نے تیر کا رُخ بدل دیا اس کو دہنے یا بائیں کو موڑ دیا اور اس صورت میں شکار کو[10] لگا تو نہیں کھایا جائے گا۔[11] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الثالث في شرائط الاصطياد، ج٥، ص٤٢١، ٤٢٢.

2 ...... یعنی قدموں کی چاپ تھی۔

3 ...... "الهداية"، كتاب الصّيد، فصل في الرمي، ج٢، ص٤٠٦، ٤٠٧.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٠٧.

5 ...... وہ جانور جو گر کر مرا ہو۔

6 ...... وہ جانور جو کسی جانور کے سینگ مارنے کی وجہ سے مر گیا ہو۔

7 ...... وہ جانور جو لکڑی یا پتھر کی چوٹ سے مرا ہو۔

8 ...... بیمار جانور۔

9 ...... "الدر المختار"، كتاب الصّيد، ج١٠، ص٦٥، ٦٨.

10 ...... یعنی کسی دوسرے شکار کو۔

11 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الرابع في بيان شرائط الصّيد، ج٥، ص٤٢٤.

مسئلہ ۳۱: تیر شکار پر چلایا وہ درخت یا دیوار پر لگا اور لوٹا پھر شکار کو لگا یہ جانور حلال نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مسلم کے ساتھ مجوسی نے بھی کمان پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ساتھ اس نے بھی کھینچا تو شکار حرام ہے یہ ویسا ہی ہے جیسے ذبح کرتے وقت مجوسی نے بھی چھری کو چلایا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو یعنی کتے یا باز یا تیر وغیرہ جس سے شکار کیا اسی سے مرا ہو اور اگر یہ شبہ ہو کہ دوسرے سبب سے اس کی موت ہوئی تو حلال نہیں مثلاً زخمی ہو کر وہ جانور پانی میں گرا، یا اونچی جگہ پہاڑ یا ٹیلے سے لڑھکا اور یہ احتمال ہے کہ پانی کی وجہ سے یا لڑھکنے سے مرا ہے تو نہ کھایا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تیر سے شکار کو مارا وہ اُوپر سے زمین پر گرا، یا وہاں اینٹیں بچھی ہوئی تھیں ان پر گرا اور مر گیا یہ شکار حلال ہے اگرچہ یہ احتمال ہے کہ گرنے سے چوٹ لگی اور مر گیا ہو اس احتمال کا اعتبار نہیں کہ اس احتمال سے بچنے کی صورت نہیں اور اگر پہاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر گرا پھر لڑھک کر زمین پر آیا اور مرا، یا درخت پر گرا، یا نیزہ کھڑا ہوا تھا اُس کی اَنی پر[4] گرا، یا پکی اینٹ کی کور[5] پر گرا ان سب کے بعد پھر زمین پر گرا اور مر گیا تو نہ کھایا جائے کہ ہوسکتا ہے اُن چیزوں پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مرغابی کو تیر مارا وہ پانی میں گری اور مر گئی اگر اس کا زخم پانی میں ڈوب گیا ہے تو نہ کھائی جائے اور نہیں ڈوبا ہے تو کھائی جائے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: پانی وغیرہ میں گرنے سے مرنا یہ اُس وقت معتبر ہے جبکہ شکار کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ ہوسکتا تھا ابھی نہ مرتا تو کہا جاسکتا ہے کہ شاید اس وجہ سے مرا ہو اور اگر کاری زخم[8] لگا ہے کہ بچنے کی اُمید ہی نہیں ہے اُس میں زندگی کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا مذبوح میں ہوتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے مثلاً سر جدا ہو گیا اور ابھی زندہ ہے اور پانی میں گرا اور مرا اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پانی میں گرنے سے مرا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصّید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصّید، ج٥، ص٤٢٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق، ص٤٢٦، ٤٢٧.

4 ...... نیزے کی نوک پر۔

5 ...... کنارہ، سرا۔

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصّید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصّید، ج٥، ص٤٢٧.

7 ...... "الدر المختار"، کتاب الصّید، ج١٠، ص٧٠.

8 ...... گہرا زخم۔

9 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصّید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصّید، ج٥، ص٤٢٧.

مسئلہ ۳۷: شکار اگر زمین کے سوا کسی اور چیز پر گر کر مرا اگر وہ چیز مسطح ہے[1] مثلاً چھت یا پہاڑ پر گر کر مر گیا تو حلال ہے کہ اُس پر گرنا ویسا ہی ہے جیسے زمین پر گرنا اور اگر مسطح چیز پر نہ ہو مثلاً نیزہ پر یا اینٹ کی کور پر[2] یا لاٹھی کی نوک پر تو حرام ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: غلیل سے شکار کیا اور جانور مر گیا تو کھایا نہ جائے اگرچہ جانور مجروح[4] ہو گیا ہو کہ غلیلہ کاٹتا نہیں بلکہ توڑتا ہے یہ موقوذہ ہے۔ جس طرح تیر مارا اور اس کی نوک نہیں لگی بلکہ پٹ ہو کر[5] شکار پر لگا اور مر گیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۹: بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا بھی آلۂ جارحہ نہیں[7] بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: دھاردار پتھر سے مارا اگر پتھر بھاری ہے تو کھایا نہ جائے کیونکہ اس میں اگر یہ احتمال ہے کہ زخمی کرنے سے مرا تو یہ احتمال بھی ہے کہ پتھر کے بوجھ سے مرا ہو اور اگر وہ ہلکا ہے تو کھایا جائے کہ یہاں مرنا جراحت کی وجہ سے ہے۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۱: لاٹھی یا لکڑی سے شکار کو مار ڈالا تو کھایا نہ جائے کہ یہ آلہ جارحہ نہیں بلکہ اس کی چوٹ سے مرتا ہے اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جانور کا مرنا اگر جراحت سے ہونا[10] یقیناً معلوم ہو تو حلال ہے اور اگر ثقل[11] اور دَبنے سے[12] ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہے کہ جراحت سے ہے یا نہیں تو احتیاطاً یہاں بھی حرمت ہی کا حکم دیا جائے گا۔[13] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی ہموار ہے۔ 2 ...... اینٹ کے کنارے پر۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصّيد، الباب الرابع فی بيان شرائط الصّيد، ج٥، ص٤٢٧.

4 ...... زخمی۔ 5 ...... یعنی چوڑائی میں۔

6 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل فی الرمي، ج٢، ص٤٠٨.

7 ...... یعنی دھاردار آلے کی طرح کاٹ کر زخمی نہیں کرتا۔

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصيد، ج١٠، ص٦٩.

9 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل فی الرمي، ج٢، ص٤٠٨.

10 ...... یعنی کٹے ہوئے زخم سے مرنا۔

11 ...... بوجھ کی وجہ سے۔ 12 ...... کسی چیز کے نیچے دبنے کی وجہ سے۔

13 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل فی الرمي، ج٢، ص٤٠٨.

مسئلہ ۴۲: چھری یا تلوار سے مارا اگر اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر الٹی طرف سے لگی یا تلوار کا قبضہ یا چھری کا دستہ لگا تو حرام ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۳: شکار کو مارا اُس کا کوئی عضو کٹ کر جدا ہو گیا تو شکار کھایا جائے اور وہ عضو نہ کھایا جائے جب کہ اُس عضو کے کٹ جانے سے جانور کا زندہ رہنا ممکن ہو اور اگر ناممکن ہو تو وہ عضو بھی کھایا جاسکتا ہے اور اگر جانور کو مارا اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور دونوں برابر نہیں دونوں کھائے جائیں اور ایک ٹکڑا ایک تہائی ہے دوسرا دو تہائی اور یہ بڑا ٹکڑا دُم کی جانب کا ہے جب بھی دونوں کھائے جائیں اور اگر بڑا ٹکڑا سر کی طرف کا ہے تو صرف یہ بڑا ٹکڑا کھایا جائے دوسرا نہ کھایا جائے، اور اگر سر آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹ کر جدا ہو گیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے۔[2] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۴۴: شکار کا ہاتھ یا پاؤں کٹ گیا مگر جدا نہ ہوا اگر اتنا کٹا ہے کہ جڑ جانا ممکن ہے اور وہ شکار مر گیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جاسکتا ہے اور اگر جڑنا ناممکن ہے کہ پورا کٹ گیا ہے صرف چمڑا ہی باقی رہ گیا ہے تو شکار کھایا جائے، یہ کٹا ہوا ہاتھ یا پاؤں نہ کھایا جائے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: ایک شخص نے شکار کو تیر مارا اور لگا مگر ایسا نہیں لگا ہے کہ بھاگ نہ سکے بلکہ بھاگ سکتا ہے اور پکڑ نے میں نہیں آسکتا اُس کے بعد دوسرے شخص نے تیر مار دیا اور وہ مر گیا یہ کھایا جائے گا اور دوسرے کی مِلک ہوگا اور اگر پہلے نے کاری زخم لگایا ہے کہ بھاگ نہیں سکتا پھر دوسرے نے تیر مارا اور مر گیا تو پہلے شخص کی مِلک ہے اور کھایا نہ جائے کیونکہ اس کو ذبح کر سکتے تھے ایسے کو تیر مار کر ہلاک کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے یعنی یہ حکم اُس وقت ہے کہ پہلے کے تیر مارنے کے بعد اس میں اتنی جان تھی کہ ذبح اختیاری ہو سکے اور اگر اتنی ہی جان باقی تھی جتنی مذبوح میں ہوتی ہے تو دوسرے کے تیر مارنے سے حرام نہیں ہوا، اور دوسرے کے مارنے سے تین صورت میں شکار حرام ہو گیا یہ دوسرا شخص پہلے شخص کو اس زخم خوردہ[4] جانور کی قیمت تاوان دے کہ اس کی مِلک کو ضائع کیا ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ جانور کی موت دونوں زخموں سے ہوئی یا معلوم نہ ہو دوسرا شخص جانور کے زخمی کرنے کا تاوان دے پھر جس جانور کو دو زخم لگے ہیں اُس کے نصف قیمت کا

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصيد،فصل فى الرمي، ج٢، ص٤٠٩.

2 ...... "الهداية"، كتاب الصيد،فصل فى الرمي، ج٢، ص٤٠٩.

و "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الصيد،فصل فى الرمي، ج٩، ص٦١.

3 ...... "الهداية"، كتاب الصيد،فصل فى الرمي، ج٢، ص٤٠٩، ٤١٠.

4 ...... زخمی۔

جو ہو وہ تاوان دے پھر گوشت کی نصف قیمت تاوان دے یعنی اس صورت میں یہ تاوان دینے ہوں گے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۶: شکار کو تیر مارا پھر اس شخص نے دوسرا تیر مارا اور مرگیا اس جانور کے حلال یا حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو دوسرے شخص کے تیر مارنے کی صورت میں ہے یہاں ضمان کی صورت نہیں ہے کہ دونوں تیر خود اسی نے مارے ہیں۔[2] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۴۷: پہاڑ کی چوٹی پر شکار مارا اور وہ پورا گھائل ہوگیا ہے[3] کہ بھاگ نہیں سکتا اس نے پھر دوسرا تیر مار کر اتارا یعنی دوسرا تیر لگنے سے مرگیا اور گرا تو حلال نہیں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۸: پرند کو رات میں پکڑنا مباح ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات کو نہ پکڑے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: باز اور شکرے وغیرہ کو زندہ پرند پر سکھانا ممنوع ہے کہ اُس پرند کو ایذا دینا ہے[6] (درمختار) بلکہ ذبح کیے ہوئے جانور پر سکھائے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: معلّم باز نے کسی جانور کو پکڑا اور مار ڈالا اور یہ معلوم نہیں کہ کسی نے چھوڑا ہے یا نہیں ایسی حالت میں جانور حلال نہیں کہ شک سے حلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر معلوم ہے کہ فلاں نے چھوڑا ہے تو پرایا مال[8] ہے بغیر اجازت مالک اس کا لینا حلال نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: کسی دوسرے شخص کا معلم کتا یا باز مار ڈالا یا کسی کی بلی مار ڈالی اُس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا اسی طرح

---

1 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل في الرمي، ج۲، ص۴۱۰.

2 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل في الرمي، ج۲، ص۴۱۱.

و "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الصيد، فصل في الرمي، ج۹، ص۶۳.

3 ...... شدید زخمی ہوگیا ہے۔

4 ...... "الهداية، كتاب الصيد، فصل في الرمي، ج۲، ص۴۱۱.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج۱۰، ص ۷۴.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصّيد، الباب السابع في المتفرقات، ج ۵، ص۴۳۱.

8 ...... غیر کا مال۔

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصّيد، ج۱۰، ص ۷۶.

دوسرے کی ہر وہ چیز جس کی بیع جائز ہے تلف[1] کر دینے سے تاوان دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: معلم کتے کا ہبہ اور وصیت جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: بعض جگہ رؤسا اور زمیندار اپنے علاقہ میں دوسرے لوگوں کے لیے شکار کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں ان کا مقصد ان جنگلوں میں خود شکار کھیلنا ہوتا ہے کہ دوسرے جب نہیں کھیلیں گے تو بافراط[4] شکار ملے گا ایسی جگہ اگر کسی نے شکار کیا تو یہی مالک ہو گیا اُن کی ممانعت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کہ شکار اُن کی مِلک نہیں کہ منع کرنے سے ممنوع ہو جائے بلکہ جو پکڑے اُسی کی مِلک ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: بہت جگہ زمیندار تالابوں سے مچھلیاں نہیں مارنے دیتے اور جو مارتا ہے چھین لیتے ہیں یہ ان کا فعل ناجائز وحرام ہے جو مارلے اُسی کی ہیں اور چھپ کر مارنا چوری میں داخل نہیں اگرچہ بعض لوگ اسے چوری کہتے ہیں کہ مال مباح میں چوری کیسی۔

مسئلہ ۵۵: بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈک کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اُس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اُس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح زندہ گھینسا[6] کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

رَہن کا بیان

رہن کا جواز کتاب وسنت سے ثابت اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾[7]

''اور اگر تم سفر میں ہو (اور لین دین کرو) اور کاتب نہ پاؤ (کہ وہ دستاویز لکھے) تو گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔''

---

1 ...... ضائع۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصّيد، الباب السابع فی المتفرقات، ج ٥، ص ٤٣١ .

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... کثرت سے۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصّيد، الباب السابع فی المتفرقات، ج ٥، ص ٤٣١ .

6 ...... پتلا لمبا زمینی کیڑا۔

7 ...... پ ٣، البقرة: ٢٨٣ .

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے مگر حدیثوں سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے مدینہ میں اپنی زرہ گرو[1] رکھی تھی۔

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے ایک یہودی سے غلّہ اُدھار خریدا تھا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔[2]

حدیث ۲: صحیح بخاری میں انہیں سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی جب وفات ہوئی اس وقت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس ۳۰ صاع جَو کے مقابل میں گروی تھی۔[3]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے جَو کے مقابل میں اپنی زرہ گرو رکھ دی تھی۔[4]

حدیث ۴: امام بخاری ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ”جانور جب مرہون[5] ہو تو اس پر خرچ کے عوض سوار ہوسکتے ہیں اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی نفقہ کے عوض میں پیا جائے گا، اور سوار ہونے اور دودھ پینے کا خرچہ سوار ہونے والے اور پینے والے پر ہے۔“[6]

حدیث ۵: ابن ماجہ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ”رہن بند نہیں کیا جائے گا“[7] (یعنی مرتہن اُس کو اپنا کرلے یہ نہیں ہوسکتا)۔

حدیث ۶: امام شافعی اور حاکم نے مستدرک اور بیہقی نے ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ”رہن مغلق (یعنی مرتہن اپنا کرلے) نہیں ہوتا، جس نے رہن رکھا ہے اس کے لیے رہن کا فائدہ اور اُسی پر اُس کا نقصان ہے۔“[8]

---

1 ...... رہن، گروی۔

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاه... إلخ، باب الرهن... إلخ، الحديث: ١٢٥ـ(١٦٠٣)، ص٨٦٦.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم... إلخ، الحديث: ٢٩١٦، ج٢، ص٢٨٦.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرهن، باب في الرهن في الحضر، الحديث: ٢٥٠٨، ج٢، ص١٤٧.

5 ...... گروی رکھا ہوا۔

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرهن، باب الرهن مركوب ومحلوب، الحديث: ٢٥١٢، ج٢، ص١٤٨.

7 ...... "سنن ابن ماجة"، كتاب الرهون، باب لايغلق الرهن، الحديث: ٢٤٤١، ج٣، ص١٦١.

8 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الرهن... إلخ، باب ماجاء في زيادات الرهن، الحديث: ١١٢١٠، ١١٢١١، ج٦، ص٦٥.

مسائل فقہیّہ

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کلاً یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دَین [1] ہے اس مدیون [2] نے اپنی کوئی چیز دائن [3] کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اُس کو اپنے دَین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اُردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں، کبھی اُس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی گئی اُس کو مرتہن کہتے ہیں، عقد رہن بالاجماع جائز ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے، رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دَین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اُس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔ [4] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ا: رہن جس حق کے مقابلہ میں رکھا جاتا ہے وہ دَین (یعنی واجب فی الذمہ) ہو عین کے مقابل [5] رہن رکھنا صحیح نہیں، ظاہراً و باطناً دونوں طرح واجب ہو جیسے مبیع کا ثمن اور قرض یا ظاہراً واجب ہو جیسے غلام کو بیچا اور وہ حقیقت میں آزاد تھا یا سرکہ بیچا اور وہ شراب تھا اور ان کے ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی، یہ ثمن بظاہر واجب ہے مگر واقع میں نہ بیع ہے نہ ثمن، اگر حقیقۃً دَین نہ ہو حکماً دَین ہو تو اس کے مقابل میں بھی رہن صحیح ہے جیسے اعیان مضمونہ بنفسہا یعنی جہاں مثل یا قیمت سے تاوان دینا پڑے جیسے مغصوب شے [6] کہ غاصب [7] پر واجب یہ ہے کہ جو چیز غصب کی ہے بعینہٖ وہی چیز مالک کو دے اور وہ نہ ہو تو مثل یا قیمت تاوان دے، جہاں ضمان واجب نہ ہو جیسے ودیعت اور امانت کی دوسری صورتیں ان میں رہن درست نہیں اسی طرح اعیان مضمونہ بغیرہا کے مقابل میں بھی رہن صحیح نہیں جیسے مبیع کہ جب تک یہ بائع کے قبضہ میں ہے اگر ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں مشتری سے بائع کا ثمن ساقط ہو جائے گا، مشتری کے پاس بائع کوئی چیز رہن رکھے، صحیح نہیں۔ [8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... قرض۔ 2 ...... مقروض۔ 3 ...... قرض دینے والا۔

4 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، ج ٢، ص ٤١٢.

و "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الرهن، ج ٩، ص ٦٤، ٦٥.

5 ...... یعنی ثمن وقرض کے علاوہ کسی چیز کے بدلے میں۔

6 ...... غصب کی ہوئی چیز۔ 7 ...... غصب کرنے والا۔

8 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، كتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٠.

مسئلہ ۲: عقدرہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اُس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہے اس چیز کو رہن رکھ لو دوسرا کہے میں نے قبول کیا، بغیر ایجاب وقبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطورِ تعاطی رہن ہوسکتا ہے جس طرح بیع تعاطی سے ہوجاتی ہے۔[1] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرا لفظ جس سے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہوگیا مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی اور بائع کو اپنا کپڑا یا کوئی چیز دے دی اور کہہ دیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہوگیا یونہی ایک شخص پر دَین ہے اُس نے دائن کو اپنا کپڑا دے کر کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دَین ادا نہ کردوں یہ رہن بھی صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایجاب وقبول سے عقدرہن ہوجاتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا جب تک مرتہن شے مرہون[3] پر قبضہ نہ کرلے لہٰذا قبضہ سے پہلے راہن کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتہن نے قبضہ کرلیا تو پکا معاملہ ہوگیا اب راہن کو بغیر اُس کا حق ادا کیے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔[4] (ہدایہ) مگر عنایہ میں فرمایا کہ یہ عامہ کتب کے مخالف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں، امام حاکم شہید نے کافی میں اور امام جعفر طحاوی وامام کرخی نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی[5] اور درمختار میں مجتبے سے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم۔[6]

مسئلہ ۵: قبضہ کے لئے اجازتِ راہن ضروری ہے، صراحۃً قبضہ کی اجازت دے یا دلالۃً دونوں صورتوں میں قبضہ ہوجائے گا، اُسی مجلس میں قبضہ ہو جس میں ایجاب وقبول ہوا ہے یا بعد میں خود قبضہ کرے یا اُس کا نائب قبضہ کرے سب صحیح ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ……"الهداية"، كتاب الرهن، ج٢، ص٤١٢.

و"ردالمحتار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٨١.

2 ……"الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الاول فى تفسيره وركنه...إلخ، الفصل الاول، ج٥، ص٤٣٢.

3 ……گروی رکھی ہوئی چیز۔

4 ……"الهداية"، كتاب الرهن، ج٢، ص٤١٢.

5 ……"العناية" على "فتح القدير"، كتاب الرهن، ج٩، ص٦٦.

6 ……"الدرالمختار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٨٢.

7 ……"ردالمحتار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٨١.

مسئلہ ۶: مرہون شے پر قبضہ اس طرح ہو کہ وہ اکھٹی ہو متفرق نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں یا کھیت میں زراعت ہے صرف پھلوں یا زراعت کو رہن رکھا درخت اور کھیت کو نہیں رکھا یہ قبضہ صحیح نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ مرہون شے حق راہن کے ساتھ مشغول نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں اور صرف درخت کو رہن رکھا اور یہ بھی ضرور ہے کہ متمیز ہو یعنی مشاع نہ ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے مثلاً درخت میں پھل لگے ہیں صرف پھلوں کو رہن رکھا اور مرتہن نے جدا کر کے مثلاً پھلوں کو توڑ کر قبضہ کر لیا اگر یہ قبضہ بغیر اجازت راہن ہے تو ناجائز ہے خواہ اسی مجلس میں قبضہ کیا ہو یا بعد میں اور اگر اجازت راہن سے ہے تو جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مرہون و مرتہن کے درمیان راہن نے تخلیہ کر دیا۔[3] کہ مرتہن اگر قبضہ کرنا چاہے کر سکتا ہے یہ بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے جس طرح بیع میں بائع نے مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر دیا قبضہ ہی کے حکم میں ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: رہن کے شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) راہن و مرتہن عاقل ہوں یعنی ناسمجھ بچہ اور مجنون کا رہن رکھنا صحیح نہیں، بلوغ اس کے لئے شرط نہیں نابالغ بچہ جو عاقل ہو اس کا رہن رکھنا صحیح ہے۔

(۲) رہن کسی شرط پر معلق نہ ہو نہ اس کی اضافت وقت کی طرف ہو۔

(۳) جس چیز کو رہن رکھا وہ قابل بیع ہو یعنی وقت عقد موجود ہو مال مطلق، متقوم،[5] مملوک،[6] معلوم، مقدور التسلیم ہو[7] لہٰذا جو چیز وقت عقد موجود ہی نہ ہو یا اس کے وجود و عدم[8] دونوں کا احتمال ہو، اس کا رہن جائز نہیں مثلاً درخت میں جو پھل اس سال آئیں گے یا بکریوں کے اس سال جو بچے پیدا ہوں گے یا اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے ان سب کا رہن نہیں ہو سکتا مردار اور خون کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں حرم و احرام کے شکار بھی مردار ہیں مال نہیں، آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتا کہ مال نہیں، مدبر و اُم ولد کا رہن جائز نہیں، دونوں راہن و مرتہن میں اگر کوئی مسلم ہو تو شراب و خنزیر کو رہن

---

[1] "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٢.

[2] "الفتاوی الهندية"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیره و رکنه... إلخ، الفصل الاول، ج ٥، ص ٤٣٣.

[3] یعنی شے مرہون سے اپنا قبضہ ہٹا دیا۔

[4] "الهداية"، کتاب الرهن، ج ٢، ص ٤١٢.

[5] یعنی شرعاً قابل قیمت ہو۔

[6] ملکیت میں ہو۔

[7] یعنی سپرد کرنے پر قادر ہو۔

[8] یعنی چیز کے ہونے یا نہ ہونے۔

نہیں رکھ سکتے، اموالِ مباحہ مثلاً شکار اور جنگل کی لکڑی اور گھاس چونکہ یہ مملوک نہیں ان کا رہن بھی ناجائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: مرہون چیز مرتہن کے ضمان میں ہوتی ہے یعنی مرہون کی مالیت اُس کے ضمان میں ہوتی ہے اور خود عین بطور امانت ہے اس کا فرق یوں ظاہر ہوگا کہ اگر مرہون کو مرتہن نے راہن سے خرید لیا تو یہ قبضہ جو مرتہن کا ہے۔ قبضۂ خریداری کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ کہ یہ قبضہ امانت ہے اور مشتری کے لیے قبضۂ ضمان درکار ہے اور خود وہ چیز امانت ہے۔ لہٰذا مرہون کا نفقہ راہن کے ذمہ ہے مرتہن کے ذمہ نہیں اور غلام مرہون تھا وہ مرگیا تو کفن راہن کے ذمہ ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: مرتہن کے پاس اگر مرہون ہلاک ہو جائے تو دَین اور اس کی قیمت میں جو کم ہے اُس کے مقابلہ میں ہلاک ہوگا مثلاً سو روپے دَین ہیں اور مرہون کی قیمت دو سَو ہے تو سَو کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی اس کا دَین ساقط ہوگیا اور مرتہن راہن کو کچھ نہیں دے گا اور اگر صورتِ مفروضہ[3] میں مرہون کی قیمت پچاس روپے ہے تو دَین میں سے پچاس ساقط ہوگئے اور پچاس باقی ہیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو نہ دینا ہے نہ لینا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مرہون کی قیمت اس روز کی معتبر ہے جس دن رہن رکھا ہے یعنی جس دن مرتہن کا قبضہ ہوا ہے جس دن ہلاک ہوا اُس دن کی قیمت کا اعتبار نہیں یعنی رہن رکھنے کے بعد چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی[5] اس کا اعتبار نہیں مگر اگر دوسرے شخص نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس سے تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو ہلاک کرنے کے دن ہے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس اُس مرہون کی جگہ رہن ہے یعنی اب یہ مرہون ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مرتہن نے رہن رکھتے وقت یہ شرط کرلی ہے کہ اگر چیز ہلاک ہوگئی تو میں ضامن نہیں، اس صورت میں وہ ضامن ہے اور یہ شرط باطل ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیره ورکنه...إلخ، الفصل الاول، ج٥، ص٤٣٢.

2 ......"الهدایة"، کتاب الرهن، ج ٢، ص ٤١٢.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٣.

3 ......مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٣.

5 ......یعنی کم زیادہ ہوگئی۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٤.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٣.

مسئلہ ۱۴: دو چیزیں رہن رکھی ہیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اور ایک باقی ہے اور جو ہلاک ہوگئی اس تنہا کی قیمت دَین سے زائد ہے تو یہ نہیں ہوگا کہ دَین ساقط ہو جائے بلکہ دَین کو اُن دونوں کی قیمتوں پر تقسیم کیا جائے جو حصہ اس ہلاک شدہ کے مقابل آئے وہ ساقط اور جو باقی کے مقابل ہے وہ باقی ہے، یوہیں مکان رہن رکھا اور وہ گر گیا تو دَین کو عمارت و زمین کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ عمارت کے مقابل ہے ساقط اور جو زمین کے مقابل ہے باقی ہے یوہیں اگر دس روپے دَین کے ہیں چالیس روپے کی پوستین [1] رہن رکھ دی اس کو کیڑوں نے کھالیا اب اس کی قیمت دس روپے رہ گئی تو ڈھائی روپے دے کر راہن چھوڑا لے گا کہ پوستین کی تین چوتھائیاں کم ہوگئیں لہٰذا دَین کی بھی تین چوتھائیاں یعنی ساڑھے سات روپے کم ہوگئے ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ خود چیز میں اگر نقصان ہو جائے تو اس کا دَین پر اثر پڑے گا اور نرخ کم ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: مرتہن نے اگر مرہون میں کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے وہ چیز ہلاک ہوگئی یا اُس میں نقصان پیدا ہوگیا تو ضامن ہے یعنی اس کا تاوان دینا ہوگا، مثلاً ایک کپڑا بیس ۲۰ روپے کی قیمت کا دس ۱۰ روپے میں رہن رکھا مرتہن نے باجازت راہن ایک مرتبہ اُسے پہنا اس کے پہننے سے چھ روپے قیمت گھٹ گئی [3] اب وہ چودہ ۱۴ روپے کا ہوگیا اس کے بعد اس کو بغیر اجازت استعمال کیا اس استعمال سے چار روپے اور کم ہوگئے اب اس کی قیمت دس روپے ہوگئی اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہوگیا اس صورت میں مرتہن راہن سے صرف ایک روپیہ وصول کر سکتا ہے اور نو روپے ساقط ہوگئے کیونکہ رہن کے دن جب اس کی قیمت بیس ۲۰ روپے تھی اور قرض کے دس ۱۰ ہی روپے تھے تو نصف کا ضمان ہے اور نصف امانت ہے، پھر جب اس کو اجازت سے پہنا ہے تو چھ روپے کی جو کمی ہے اُس کا تاوان نہیں کہ یہ کمی باجازت مالک ہے مگر دوبارہ جو پہنا تو اس کی کمی کے چار روپے اس پر تاوان ہوئے گویا دس ۱۰ میں سے چار وصول ہوگئے چھ باقی ہیں پھر جس دن وہ کپڑا ضائع ہوا چونکہ دس ۱۰ کا تھا لہٰذا نصف قیمت کے پانچ روپے ہیں، امانت ہے اور نصف دوم کہ یہ بھی پانچ ہے اس کا ضمان ہے ہلاک ہونے سے نصف دوم بھی وصول سمجھو لہٰذا یہ پانچ اور چار پہلے کے کُل نو وصول ہوگئے، ایک باقی رہ گیا ہے وہ راہن سے لے سکتا ہے۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کچھ دَین لینا چاہتا ہے بات چیت ہوگئی اور یہ بھی ٹھہر گیا کہ اس کے مقابلہ میں فلاں چیز رہن رکھوں گا چنانچہ اس چیز پر مرتہن کا قبضہ ہوگیا اور ابھی دَین دیا نہیں ہے اب فرض کرو کہ قرض دینے سے پہلے مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی اس کی دو صورتیں ہیں اگر قرض کی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے فقط اتنی بات ہوئی کہ تم سے کچھ روپے قرض لوں گا

---

1 ...... کھال کا کوٹ، چمڑے کا جبہ۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸۳.

3 ...... یعنی کم ہوگئی۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸۵.

اس صورت میں وہ چیز مرتہن کے ضمان میں نہیں ہے ہلاک ہونے سے اُس کو کچھ دینا واجب نہیں، اور اگر قرض کی مقدار بیان کر دی ہے مثلاً سَو روپے لوں گا اور یہ لو رکھو یہ رہن ہوگی اس صورت میں ضمان ہے اس کا وہی حکم ہے کہ سو روپے لے کر رکھ دیتا یعنی دَین اور اُس چیز کی قیمت دونوں میں جو کم ہے اس کے مقابل میں اس کو ہلاک ہونا سمجھا جائے گا مثلاً اس کی قیمت سَو روپے یا زیادہ ہے تو مرتہن راہن کو سَو روپے دے اور سَو سے کم ہے تو جو کچھ قیمت ہے وہ دے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: قرض دینے کا وعدہ کیا تھا اور قرض مانگنے والے نے قرض لینے سے پہلے کوئی چیز رہن رکھ دی اور مرتہن نے کچھ قرض دیا اور کچھ باقی ہے تو باقی کا جبراً اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا یہ حکم اُس وقت ہے کہ مرہون موجود ہو اور ہلاک ہوگیا تو اُس کا حکم وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: دائن نے مدیون سے اپنے دَین کے مقابل جب کوئی چیز رہن رکھوالی تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب وہ دَین کا مطالبہ ہی نہیں کرسکتا خاموش بیٹھا رہے بلکہ اب بھی مطالبہ کرسکتا ہے قاضی کے پاس دَین کا دعویٰ کرسکتا ہے اور قاضی کو اگر ثابت ہوجائے کہ مدیون[3] ادائے دَین میں ڈھیل ڈال رہا ہے[4] تو اسے قید بھی کرسکتا ہے کہ ایسے کی یہی سزا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹: رہن فسخ ہونے کے بعد بھی مرتہن کو یہ اختیار ہے کہ جب تک اپنا مطالبہ وصول نہ کرلے یا معاف نہ کردے مرہون شے اپنے قبضہ میں رکھے راہن کو واپس نہ دے یعنی محض زبان سے کہہ دینے سے کہ رہن فسخ کیا رہن فسخ نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے جب تک مرہون کو واپس نہ کردے جب رہن فسخ نہیں ہوا تو اب بھی چیز کو روک سکتا ہے، ہاں دَین یا قبضہ دونوں میں ایک جاتا رہے مثلاً دَین وصول پایا، یا معاف کردیا کہ اب دَین باقی نہ رہا یا راہن کے قبضہ میں دے دیا تو اب رہن جاتا رہے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: فسخ رہن کے بعد چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اب بھی وہی احکام ہیں جو فسخ نہ ہونے کی صورت میں تھے کہ دَین اور قیمت مرہون میں جو کم ہے اس کے مقابل میں چیز ہلاک ہوگئی۔[7] (ہدایہ)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، باب مایجوزارتھانه وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۰٤.

3 ...... مقروض۔

4 ...... قرض کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے۔

5 ...... "الھدایة"، کتاب الرھن، ج ۲، ص ٤١٤.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸٥.

7 ...... "الھدایة، کتاب الرھن، ج ۲، ص ٤١٥.

مسئلہ ۲۱: مرتہن نے اگر راہن کو وہ چیز دے دی مگر بطورِ فسخ رہن نہیں بلکہ بطور عاریت [1] تو اب بھی رہن باقی ہے [2] یعنی اس سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ (عنایہ)

مسئلہ ۲۲: مرہون شے جب تک مرتہن کے ہاتھ میں ہے راہن اُسے بیع نہیں کرسکتا، مرتہن جب تک دَین وصول نہ کرلے اُس کو اختیار ہے کہ بیچنے نہ دے اور اگر مدیون نے کچھ دَین ادا کیا ہے کچھ باقی ہے اب بھی راہن مرتہن سے چیز واپس نہیں لے سکتا جب تک کُل دَین ادا نہ کردے اور جب دَین بیباق کردیا [3] تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ رہن واپس دو کیونکہ اب اُسے روکنے کا حق باقی نہ رہا۔ [4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: مدیون نے دَین ادا کردیا اور ابھی تک شے مرہون مرتہن کے پاس ہے واپسی نہیں ہوئی ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو جو کچھ مدیون نے ادا کیا ہے مرتہن سے واپس لے گا، کیونکہ مرتہن کا وہ قبضہ اب بھی قبضۂ ضمان ہے اور یہ ہلاک دَین کے مقابل میں متصور ہوگا لہٰذا واپس کرنا ہوگا۔ [5] (ہدایہ) یہ اُس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت دَین سے زائد یا دَین کے برابر ہے اگر دَین سے کم ہے تو جتنا مرہون کی قیمت تھی اُتنا ہی واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴: مرتہن نے راہن سے دَین معاف کردیا یا ہبہ کردیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں دیا تھا اُسی کے پاس ہلاک ہوگیا اس صورت میں راہن مرتہن سے چیز کا تاوان نہیں لے سکتا کہ یہاں مرتہن نے دَین کے مقابل میں کوئی چیز وصول نہیں کی ہے جس کو واپس دے بلکہ دَین کو ساقط کیا ہے۔ [6] (عنایہ)

مسئلہ ۲۵: مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اُٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا یا اجارہ وعاریت پر دینا الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرتہن کو نفع اُٹھانا ناجائز ہے راہن کو بھی ناجائز ہے۔ [7] (درمختار)

---

1 ...... یعنی وقتی طور پر استعمال کے لیے دی۔

2 ...... "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الرهن، ج٩، ص٧٩.

3 ...... یعنی قرض کی مکمل ادائیگی کردی۔

4 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، ج٢، ص٤١٥.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الرهن، ج٩، ص٧٨.

7 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٨٥، ٨٦.

مسئلہ ۲۶: مرتہن کے لیے اگر راہن نے اِنتفاع کی اجازت دے دی ہے اس کی دوٗ صورتیں ہیں۔ یہ اجازت رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقدِ رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہے کہ مرتہن نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔ اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اُٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ مشروط کی حد میں [1] داخل ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: جس طرح مرہون سے مرتہن نفع نہیں اُٹھا سکتا راہن کے لیے بھی اس سے انتفاع جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ مرتہن اُسے اجازت دیدے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: راہن نے مرتہن کو استعمال کی اجازت دے دی تھی اُس نے استعمال کی تو مرتہن پر ضمان نہیں یعنی مکان میں سکونت یا باغ کے پھل کھانے یا جانور کے دودھ استعمال کرنے کے مقابل میں دَین کا کچھ حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مرتہن نے باجازت راہن چیز کو استعمال کیا اور بوقت استعمال چیز ہلاک ہوگئی تو یہاں امانت کا حکم دیا جائے گا یعنی مرتہن پر اُس کا تاوان نہ ہوگا دَین کا کوئی جز ساقط نہ ہوگا۔ اور اس سے پہلے یا بعد میں ہلاک ہو تو ضمان ہے جس کا حکم پہلے بتایا گیا۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مرتہن شے مرہون کو نہ اجارہ پر دے سکتا ہے نہ عاریت کے طور پر کہ جب وہ خود نفع نہیں اُٹھا سکتا تو دوسرے کو نفع اُٹھانے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص سے روپیہ قرض لیا اور اُس نے اپنا مکان رہنے کو دے دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کردوں تم اس میں رہو یا کھیت اسی طرح دیا مثلاً سَو روپے قرض لے کر کھیت دے دیا کہ قرض دینے والا کھیت جوتے بوئے گا اور نفع اُٹھائے گا یہ

---

1 ...... یعنی شرط لگانے کی حد میں۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸٦.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸٦.

4 ...... المرجع السابق، ص ۸۷.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۸٦.

6 ...... "الهداية"، کتاب الرهن، ج ۲، ص ٤١٥.

صورت رہن میں داخل نہیں بلکہ یہ بمنزلہ اجارہ فاسدہ ہے۔ اُس شخص پر اجرت مثل لازم ہے کیونکہ مکان یا کھیت اُسے مفت نہیں دے رہا ہے بلکہ قرض کی وجہ سے دے رہا ہے اور چونکہ قرض سے انتفاع حرام ہے[1] لہٰذا اُجرت مثل دینی ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں کہ مرتہن مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اُجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپے ماہوار یا کھیت کا پٹہ[3] دس روپے سال ہونا چاہیے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زرِقرض سے مجرا ہوتی رہے گی[4] جب کُل رقم ادا ہو جائے گی اُس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پٹہ واجبی اُجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اُجرت پر دیا اور زرِ اجرت پیشگی لے لیا۔

مسئلہ ۳۳: بکری رہن رکھی تھی اور راہن نے مرتہن کو دودھ پینے کی اجازت دے دی وہ دودھ پیتا رہا پھر وہ بکری مرگئی اس صورت میں دَین کو بکری اور دودھ کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ دَین بکری کے مقابل میں[5] آئے وہ ساقط اور دودھ کی قیمت کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ راہن سے وصول کرے کیونکہ حکم یہ ہے کہ رہن سے جو پیداوار ہوگی وہ بھی رہن ہوگی اور چونکہ مرتہن نے باجازت راہن اس کو خرچ کیا تو گویا خود راہن نے خرچ کیا لہٰذا اس کے مقابل کا دَین ساقط نہیں ہوگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: مرتہن نے اگر بغیر اجازت راہن مرہون سے نفع اُٹھایا تو یہ تعدی اور زیادتی ہے یعنی اس صورت میں اگر چیز ہلاک ہوگئی تو پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا یہ نہیں کہ دَین ساقط ہو جائے اور باقی کا مرتہن سے مطالبہ نہ ہو مگر اس کی وجہ سے رہن باطل نہیں ہوگا یعنی اگر اپنی اس حرکت سے باز آگیا تو چیز رہن ہے اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: مرتہن نے راہن سے دَین طلب کیا تو اس سے کہا جائے گا کہ پہلے مرہون چیز حاضر کرو جب وہ حاضر کر دے تو راہن سے کہا جائے گا کہ دَین ادا کرو جب یہ پورا دَین ادا کر دے اب مرتہن سے کہا جائے گا اس کی چیز دے دو۔[8] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی قرض دے کر اس کے بدلے میں نفع حاصل کرنا حرام ہے۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸۷.

3 ...... یعنی کھیت کا کرایہ۔

4 ...... یعنی قرض سے کٹوتی ہوتی رہے گی۔ 5 ...... بدلے میں۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۸۷.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الھدایۃ"، کتاب الرھن، ج ۲، ص ٤١٤.

مسئلہ ۳۶: مرتہن نے راہن سے دَین کا مطالبہ دوسرے شہر میں کیا اگر وہ چیز ایسی ہے کہ وہاں تک لے جانے میں بار برداری صرف کرنی نہیں ہوگی جب بھی وہی حکم ہے کہ وہ مرہون کو پہلے حاضر کرے پھر اس سے ادائے دَین کو کہا جائے گا اور بار برداری صرف کرنی پڑے تو وہاں لانے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ بغیر چیز لائے ہوئے بھی دَین ادا کردے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: یہ حکم کہ مرتہن کو مرہون کے حاضر لانے کو کہا جائے گا اُس وقت ہے کہ راہن یہ کہتا ہو کہ مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہو چکا ہے، لہٰذا میں دَین کیوں ادا کروں اور مرتہن کہتا ہے کہ مرہون موجود ہے اور اگر راہن بھی مرہون کو موجود ہونا کہتا ہو تو اس کی کیا ضرورت کہ یہاں حاضر لائے جب ہی دَین ادا کرنے کو کہا جائے گا کہ اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی اس وجہ سے حاضر لانے کو نہیں کہا گیا مگر راہن اس کے تلف[2] ہو جانے کا مدعی[3] ہے تو راہن سے کہا جائے گا کہ اگر مرتہن کی بات کا تمہیں اطمینان نہیں ہے تو اس سے قسم کھلالو کہ مرہون ہلاک نہیں ہوا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: اگر دَین ایسا ہے کہ قسط وار اَدا کیا جائے گا قسط ادا کرنے کا وقت آ گیا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اگر راہن مرہون کا ہلاک ہونا بتاتا ہے اور مرتہن اس سے انکاری ہے تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ چیز حاضر لائے اور بار برداری والی چیز ہو تو مرتہن سے قسم کھلا سکتا ہے کہ ہلاک نہیں ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: مرتہن نے دَین وصول پالیا اور ابھی چیز واپس نہیں دی اور یہ چیز اس کے پاس ہلاک ہو گئی تو راہن اُس سے دَین واپس لے گا۔ کیونکہ مرہون پر اب بھی مرتہن کا قبضہ قبضۂ ضمان ہے اور ہلاک ہونا دَین وصول ہونے کے قائم مقام ہے لہٰذا جو لے چکا ہے واپس دے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰: راہن نے اگر مرتہن سے کہہ دیا کہ مرہون کو فلاں شخص کے پاس رکھ دو اس نے اُس کے کہنے کی وجہ سے اُس کے پاس رکھ دیا اب اگر مرتہن نے دَین کا مطالبہ کیا اور راہن مرہون کے حاضر لانے کو کہتا ہے تو مرتہن کو اُس کی تکلیف نہ دی جائے کیونکہ اس کے پاس ہے ہی نہیں جو حاضر کرے اسی طرح اگر راہن نے مرتہن کو یہ حکم دیا کہ مرہون کو بیع کر ڈالے اُس نے بیچ ڈالا اور ابھی اُس کے ثمن پر مرتہن نے قبضہ نہیں کیا ہے راہن یہ نہیں کہہ سکتا کہ ثمن مرہون بمنزلہ مرہون ہے[7]

---

1 ......"الهداية"، كتاب الرهن، ج ٢، ص ٤١٤.

2 ......ضائع۔ 3 ......دعویدار۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، ج ١٠، ص ٨٨.

5 ......المرجع السابق، ص ٨٩.

6 ......"الهداية"، كتاب الرهن، ج ٢، ص ٤١٥.

7 ......یعنی گروی رکھی ہوئی چیز کی طے شدہ قیمت گروی رکھی ہوئی چیز کے قائم مقام ہے۔

لہٰذا اُسے حاضر لاؤ کیونکہ جب ثمن پر قبضہ ہی نہیں ہوا ہے تو کیونکر حاضر کرے ہاں ثمن پر قبضہ کرلیا تو اب بیشک ثمن کو حاضر کرنا ہوگا کہ یہ ثمن مرہون کے قائم مقام ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۱: راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون چیز مجھے دے دو میں اسے بیچ کر تمہارا دَین ادا کروں گا مرتہن کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ مرہون کو دیدے۔ یوہیں اگر کچھ حصہ دَین کا ادا کردیا ہے کچھ باقی ہے یا مرتہن نے کچھ دَین معاف کردیا ہے کچھ باقی ہے راہن یہ کہتا ہے کہ مرہون کا ایک جز مجھے دے دیا جائے کیونکہ میرے ذمہ کُل دَین باقی نہ رہا اس صورت میں بھی مرتہن پر یہ ضرور نہیں کہ مرہون کا جز واپس کرے جب تک پورا دَین ادا نہ ہوجائے یا مرتہن معاف نہ کردے واپس کرنے پر مجبور نہیں ہاں اگر دو چیزیں رہن رکھی ہیں اور ہر ایک کے مقابل میں دَین کا حصہ مقرر کردیا ہے مثلاً سَو روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن کیں کہہ دیا کہ ساٹھ روپے کے مقابل میں یہ ہے اور چالیس کے مقابل میں وہ تو اس صورت میں جس کے مقابل کا دَین ادا کیا اُسے چھوڑا سکتا ہے کہ یہاں حقیقۃً دو عقد ہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: مرتہن کے ذمہ مرہون کی حفاظت لازم ہے اور یہاں حفاظت کا وہی حکم ہے جس کا بیان ودیعت میں گزر چکا کہ خود حفاظت کرے یا اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں دے دے یہاں عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے سہتے ہوں جیسے بی بی بچے خادم اور اجیر خاص یعنی نوکر جس کی ماہوار یا ششماہی[3] یا سالانہ[4] تنخواہ دی جاتی ہو۔ مزدور جو روزانہ پر کام کرتا ہو مثلاً ایک دن کی اُسے اتنی اُجرت دی جائے گی اس کی حفاظت میں نہیں دے سکتا۔ عورت مرتہن ہے تو شوہر کی حفاظت میں دے سکتی ہے۔ بی بی اور اولاد اگر عیال میں نہ ہوں جب بھی اُن کی حفاظت میں دے سکتا ہے جن دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان ہے ان میں ایک کے پاس کوئی چیز رکھی گئی تو شریک کی حفاظت میں دے سکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: ان لوگوں کے سوا کسی اور کی حفاظت میں چیز دے دی یا کسی کے پاس ودیعت رکھی یا اجارہ یا عاریت کے طور پر دے دی یا کسی اور طرح اس میں تعدّی کی مثلاً کتاب رہن تھی اُس کو پڑھا، یا جانور پر سوار ہوا غرض یہ کہ کسی صورت سے بلا اجازت راہن استعمال میں لائے بہر صورت پوری قیمت کا تاوان اُس کے ذمہ واجب ہے اور مرتہن ان سب صورتوں میں غاصب کے حکم میں ہے اسی وجہ سے پوری قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، ج٢، ص٤١٤، ٤١٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٩٠، ٩١.

3 ...... یعنی چھ ماہ بعد۔ 4 ...... یعنی بارہ ماہ بعد۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الرهن، ج١٠، ص٩١.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: انگوٹھی رہن رکھی مرتہن نے چھنگلیا[1] میں پہن لی پوری قیمت کا ضامن ہوگیا کہ یہ مرہون کو بلا اجازت استعمال کرنا ہے دہنے ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنے یا بائیں ہاتھ میں، دونوں کا ایک حکم ہے کہ انگوٹھی دونوں طرح عادۃً پہنی جاتی ہے اور چھنگلیا کے سوا کسی دوسری اُنگلی میں ڈال لی تو ضامن نہیں کہ عادۃً اس طرح پہنی نہیں جاتی لہٰذا اس کو پہننا نہ کہیں گے بلکہ حفاظت کے لئے اُنگلی میں ڈال لینا ہے۔[2] (ہدایہ) یہ حکم اُس وقت ہے کہ مرتہن مرد ہو اور اگر عورت کے پاس انگوٹھی رہن رکھی تو جس کسی انگلی میں ڈالے پہننا ہی کہا جائے گا کہ عورتیں سب میں پہنا کرتی ہیں۔[3] (غنیۃ ذوی الاحکام) کُرتے کو کندھے پر ڈال لیا یعنی جو چیز جس طرح استعمال کی جاتی ہے اُس کے سوا دوسرے طریق پر بدن پر ڈال لی اس میں کُل قیمت کا تاوان نہیں۔

مسئلہ ۴۵: مرتہن خود انگوٹھی پہنے ہوئے تھا اس کے پاس انگوٹھی رہن رکھی گئی اپنی انگوٹھی پر رہن والی انگوٹھی کو بھی پہن لیا یا ایک شخص کے پاس دو انگوٹھیاں رہن رکھی گئیں اُس نے دونوں ایک ساتھ پہن لیں، یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شخص اگر اُن لوگوں میں ہے جو بقصد زینت دو انگوٹھیاں پہنتے ہیں (اگرچہ یہ شرعاً ناجائز ہے) تو پورا تاوان واجب اور اگر دونوں انگوٹھیاں پہننے والوں میں نہیں تو اس کو پہننا نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ حفاظت کرنا کہا جائے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۶: دو تلواریں رہن رکھیں مرتہن نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیا ضامن ہے کہ بہادر دو تلواریں ایک ساتھ لگایا کرتے ہیں اور تین تلواریں رہن رکھیں اور تینوں کو لگا لیا تو ضامن نہیں کہ تلوار کے استعمال کا یہ طریقہ نہیں۔[5] (ہدایہ) پہلی صورت میں اُس وقت ضامن ہے کہ خود مرتہن بھی دو تلواریں ایک ساتھ لگانے والوں میں ہو۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مرتہن نے چیز استعمال کی اور ہلاک ہوگئی اور اُس پر پوری قیمت کا تاوان لازم آیا اگر یہ قیمت اتنی ہی ہے جتنا اس کا دَین تھا اور قاضی نے اسی جنس کی قیمت کا فیصلہ کیا جس جنس کا دَین ہے۔ مثلاً سو روپے دَین ہے اور قیمت بھی سو روپے قرار دی تو فیصلہ کرنے ہی سے ادلا بدلا ہوگیا یعنی نہ لینا نہ دینا اور اگر دَین کی مقدار زیادہ ہے تو مرتہن راہن سے بقیہ دَین کا مطالبہ کرے گا اور اگر قیمت دَین سے زیادہ ہے تو راہن مرتہن سے یہ زیادتی وصول کرے گا اور اگر دَین ایک جنس کا ہے اور قاضی نے

---

[1] ہاتھ کی چھوٹی انگلی۔

[2] "الهداية"، كتاب الرهن، كيفية انعقاد الرهن، ج۲، ص ٤١٦.

[3] "غنية ذوى الأحكام" هامش على "درر الحكام"، كتاب الرهن، الجزء الثانى، ص ٢٥٠.

[4] "الهداية"، كتاب الرهن، كيفية انعقاد الرهن، ج ٢، ص ٤١٦.

[5] المرجع السابق.

[6] "ردالمحتار"، كتاب الرهن، ج ١٠، ص ٩٢.

قیمت دوسری جنس سے لگائی مثلاً دَین روپیہ ہے اور مرہون کی قیمت اشرفیوں[1] سے لگائی یا اس کا عکس تو یہ قیمت مرتہن کے پاس بجائے اُس ہلاک شدہ چیز کے رہن ہے یعنی راہن جب دَین ادا کرے گا تب اس قیمت کے وصول کرنے کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح اگر دَین میعادی ہو اور ابھی میعاد باقی ہے تو اگرچہ قیمت اسی جنس سے لگائی ہو مرتہن کے پاس یہ قیمت رہن ہوگی جب میعاد پوری ہوجائے گی اُس قیمت کو دَین میں وصول کرے گا۔[2] (درمختار)

شے مرہون کے مصارف کا بیان

مسئلہ ۱: مرہون کی[3] حفاظت میں جو کچھ صرف ہوگا وہ سب مرتہن کے ذمہ ہے کہ حفاظت خود اُسی کے ذمہ ہے لہٰذا جس مکان میں مرہون کو رکھے اُس کا کرایہ اور حفاظت کرنے والے کی تنخواہ مرتہن اپنے پاس سے خرچ کرے اور اگر جانور کو رہن رکھا ہے تو اس کے چرانے کی اُجرت اور مرہون کا نفقہ مثلاً اُس کا کھانا پینا اور لونڈی غلام کو رہن رکھا ہے تو ان کا لباس بھی اور باغ رہن رکھا ہے تو درختوں کو پانی دینے پھل توڑنے اور دوسرے کاموں کی اُجرت راہن کے ذمہ ہے اسی طرح زمین کا عشر یا خراج بھی راہن ہی کے ذمہ ہے خلاصہ یہ کہ مرہون کی بقا، یا اُس کے مصالح میں[4] جو خرچہ ہو وہ راہن کے ذمہ ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: جو مصارف مرتہن کے ذمہ ہیں اگر یہ شرط کرلی جائے کہ یہ بھی راہن ہی کے ذمہ ہوں گے تو باوجود شرط بھی راہن کے ذمہ نہیں ہوں گے بلکہ مرتہن ہی کو دینے ہوں گے بخلاف ودیعت کہ اس میں اگر مودَع نے یہ شرط کرلی ہے کہ حفاظت کے مصارف مودِع کے ذمہ ہوں گے تو شرط صحیح ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مرہون کو مرتہن کے پاس واپس لانے میں جو صرفہ ہو مثلاً وہ بھاگ گیا اُس کو پکڑ لانے میں کچھ خرچ کرنا ہوگا یا مرہون کے کسی عضو میں زخم ہوگیا یا اُس کی آنکھ سپید پڑ گئی یا کسی قسم کی بیماری ہے ان کے علاج میں جو کچھ صرفہ[7] ہو وہ مضمون و امانت پر تقسیم کیا جائے یعنی اگر مرہون کی قیمت دَین سے زائد ہو تو اس صورت میں بتایا جاچکا ہے کہ بقدرِ دَین[8] مرتہن کے ضمان میں ہے اور جو کچھ دَین سے زائد ہے وہ امانت ہے لہٰذا یہ صرفہ دونوں پر تقسیم ہو جو حصہ مرتہن کے ضمان کے

---

1 ......سونے کے سکوں۔

2 ......"الدر المختار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۹۳.

3 ......جو چیز رہن رکھی گئی ہے اُس کی۔

4 ......یعنی اس کی درستگی میں۔

5 ......"الھدایۃ"، کتاب الرھن، ج ۲، ص ٤١٦.

6 ......"الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، ج ۱۰، ص ۹٤.

7 ......خرچہ۔

8 ......یعنی قرض کے برابر۔

مقابل میں آئے وہ مرتہن کے ذمہ ہے اور جو امانت کے مقابل ہو وہ راہن کے ذمہ اور اگر مرہون کی قیمت دَین سے زائد نہ ہو تو یہ سارے مصارف مرتہن کے ذمہ ہوں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: جو مصارف ایک کے ذمہ واجب تھے اُنہیں دوسرے نے اپنے پاس سے کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس نے خود ایسا کیا ہے جب تو متبرع ہے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر قاضی کے حکم سے ایسا کیا ہے اور قاضی نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ خرچ کرو گے دوسرے کے ذمہ دَین ہو گا اس صورت میں وصول کرسکتا ہے۔ اور اگر قاضی نے خرچ کرنے کا حکم دے دیا مگر یہ نہیں کہا کہ دوسرے کے ذمہ دَین ہو گا تو اس صورت میں بھی وصول نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: مرہون پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں قاضی نہیں ہے کہ اس سے اجازت حاصل کرتا یہاں محض مرتہن کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ضرورت کی وجہ سے خرچ کیا ہے بلکہ گواہوں سے ثابت کرنا ہو گا کہ ضرورت تھی اور اس لئے خرچ کیا تھا کہ وصول کرلے گا۔[3] (ردالمحتار)

کس چیز کو رھن رکھ سکتے ھیں

مسئلہ ۱: مشاع کو مطلقاً رہن رکھنا ناجائز ہے۔ وہ چیز رہن رکھتے وقت ہی مشاع تھی یا بعد رہن شیوع آیا، وہ چیز قابل قسمت ہو یا ناقابل تقسیم ہو، اجنبی کے پاس رہن رکھے یا شریک کے پاس، سب صورتیں ناجائز ہیں۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ کسی نے اپنا نصف مکان رہن رکھ دیا اُس نصف کو ممتاز نہیں کیا[4]، بعد میں شیوع پیدا ہو اس کی مثال یہ ہے کہ پوری چیز رہن رکھی پھر دونوں نے نصف میں رہن فسخ کر دیا۔ مثلاً راہن نے کسی کو حکم کر دیا کہ وہ مرہون کو جس طرح چاہے بیع کر دے اُس نے نصف کو بیع کر دیا باقی صورتوں کی مثالیں ظاہر ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: مشاع کو رہن رکھنا فاسد ہے یا باطل۔ صحیح یہ ہے کہ باطل نہیں بلکہ فاسد ہے لہٰذا مرہون پر مرتہن کا اگر قبضہ ہو گیا تو یہ قبضہ قبضۂ ضمان ہے کہ مرہون اگر ہلاک ہو جائے تو وہی حکم ہے جو رہن صحیح کا تھا۔[6] (درمختار)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹٤.
2. ......المرجع السابق.
3. ......"ردالمحتار"، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹٤.
4. ......یعنی یہ وضاحت نہیں کی کہ کس نصف حصہ کو گروی رکھتا ہوں۔
5. ......"الهداية"، کتاب الرهن، باب مایجوزارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ٤۱۷.
6. ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب مایجوزارتهانه ومالا یجوز، ج ۱۰، ص ۹۷، ۹۸.

فائدہ: رہن فاسد و باطل میں فرق یہ ہے کہ باطل وہ ہے جس میں رہن کی حقیقت ہی نہ پائی جائے کہ جس چیز کو رہن رکھا وہ مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا وہ مال مضمون نہ ہو اور فاسد وہ ہے کہ رہن کی حقیقت پائی جائے مگر جواز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو[1] جس طرح بیع میں فاسد و باطل کا فرق ہے یہاں بھی ہے۔[2] (شرنبلالی)

مسئلہ ۳: ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے یعنی اس کی تابع ہے یہ رہن بھی ناجائز ہے جیسے درخت پر پھل ہیں اور صرف پھلوں کو رہن رکھا یا صرف زراعت یا صرف درخت کو رہن رکھا زمین کو نہیں یا ان کا عکس یعنی درخت کو رہن رکھا پھل کو نہیں یا زمین کو رہن رکھا زراعت اور درخت کو نہیں رکھا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: درخت کو صرف اُتنی زمین کے ساتھ رہن رکھا جتنی زمین میں درخت ہے۔ باقی آس پاس کی زمین نہیں رکھی یہ جائز ہے اور اس صورت میں درخت کے پھل بھی تبعاً رہن میں داخل ہو جائیں گے اسی طرح زمین رہن رکھی یا گاؤں کو رہن رکھا تو جو کچھ درخت ہیں یہ بھی تبعاً رہن ہو جائیں گے۔[4] (ہدایہ) اس میں اور پہلی صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورتوں میں متصل چیز کے رہن کرنے کی نفی کر دی لہٰذا صحیح نہیں اور یہاں توابع کے متعلق سکوت ہے لہٰذا یہ تبعاً داخل ہیں۔

مسئلہ ۵: جو چیز کسی برتن یا مکان میں ہے فقط چیز کو رہن رکھا برتن یا مکان کو رہن نہیں رکھا یہ جائز ہے کہ اس صورت میں اتصال نہیں ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: کاٹھی[6] اور لگام رہن رکھی اور گھوڑا کسا کسایا[7] مرتہن کو دے دیا یہ رہن ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان چیزوں کو گھوڑے سے اُتار کر مرتہن کو دے اور گھوڑا رہن رکھا اور کاٹھی لگام سمیت مرتہن کو دے دیا یہ جائز ہے یہ ساز[8] بھی تبعاً رہن میں داخل ہو جائیں گے۔[9] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو۔

2 ...... "غنية ذوي الأحكام" حامش علی "درر الحكام"، كتاب الرهن، باب مايصح رهنه... إلخ، الجزء الثاني، ص ۲۵۱.

3 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه... إلخ، ج۲، ص ۴۱۷، ۴۱۸.

4 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه... إلخ، ج۲، ص ۴۱۸.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... زین۔ 7 ...... یعنی کاٹھی باندھ کر اور لگام لگا کر گھوڑا تیار کیا ہوا تھا۔

8 ...... یعنی سامان، اسباب۔

9 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه... إلخ، ج۲، ص ۴۱۸.

مسئلہ ۷: آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں اور شراب کو رہن رکھنا بھی جائز نہیں کہ اس کی بیع نہیں ہوسکتی۔ جائداد موقوفہ[1] کو بھی رہن نہیں رکھا جاسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: تیس۳۰ روپے قرض لیے اور دو بکریاں رہن رکھیں ایک کو دس۱۰ کے مقابل دوسری کو بیس۲۰ کے مقابل مگر یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی دس۱۰ کے مقابل ہے اور کون سی بیس۲۰ کے مقابل یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہلاک ہوگئی تو یہ جھگڑا ہوگا کہ یہ کس کے مقابل تھی تاکہ اس کے مقابل کا دَین ساقط ہونا قرار پائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مکان کو رہن رکھا اور راہن و مرتہن دونوں اُس مکان کے اندر ہیں راہن نے کہا میں نے یہ مکان تمہارے قبضہ میں دیا۔ اور مرتہن نے کہا کہ میں نے قبول کیا رہن تمام نہ ہوا جب تک راہن مکان سے باہر ہوکر مرتہن کو قبضہ نہ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: امانتوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن نہیں رکھی جاسکتی مثلاً وکیل یا مضارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے یا مودَع کے پاس ودیعت امانت ہے ان لوگوں سے مال والا کوئی چیز رہن کے طور پر لے یہ نہیں ہوسکتا اگر لے گا تو یہ رہن نہیں، نہ اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے لہٰذا اگر کسی نے کتابیں وقف کی ہیں اور یہ شرط کردی ہے کہ جو شخص کتب خانہ سے کوئی کتاب لے جائے تو اُس کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ جائے یہ شرط باطل ہے کہ مستعیر کے پاس عاریت امانت ہے اس کے تلف ہونے پر ضمان نہیں پھر اس کے مقابل میں رہن رکھنا کیونکر صحیح ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار) وقفی کتابوں کا خاص کر اس لیے ذکر کیا گیا کہ یہاں واقف کی شرط کا بھی اعتبار نہیں ورنہ حکم یہ ہے کہ کوئی چیز عاریت دی جائے اُس کے مقابل میں رہن نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۱۱: شرکت کی چیز شریک کے پاس ہے دوسرا شریک اُس سے کوئی چیز رہن رکھوائے صحیح نہیں کہ یہ بھی امانت ہے مبیع بائع کے پاس ہے ابھی اُس نے مشتری کو دی نہیں مشتری اس سے رہن نہیں رکھوا سکتا کہ مبیع اگرچہ امانت نہیں مگر بائع کے پاس اگر ہلاک ہوجائے تو ثمن کے مقابل میں ہلاک ہوگی یعنی بائع مشتری سے ثمن نہیں لے سکتا یا لے چکا ہے تو واپس کرے لہٰذا رہن کا حکم یہاں بھی جاری نہ ہوا۔[6] (ہدایہ)

---

1. وقف شدہ جائداد۔
2. "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب مايجوزار تهانه...إلخ، ج۱۰، ص۱۰۱، ۱۰۳.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الفصل الرابع فيما يجوز رهنه وما لا يجوز، ج۵، ص۴۳۶.
4. المرجع السابق، ص۴۳۷.
5. "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب مايجوزار تهانه...إلخ، ج۱۰، ص۱۰۲.
6. "الهداية"، کتاب الرهن، باب مايجوزار تهانه..إلخ، ج۲، ص۴۱۸.

مسئلہ ۱۲: درک کے مقابل میں رہن نہیں ہوسکتا یعنی ایک چیز خریدی ثمن ادا کردیا اور مبیع پر قبضہ کرلیا مگر مشتری کو ڈر ہے کہ یہ چیز اگر کسی دوسرے کی ہوئی اور اس نے مجھ سے لے لی تو بائع سے ثمن کی واپسی کیونکر ہوگی اس اطمینان کی خاطر بائع کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھنا چاہتا ہے یہ رہن صحیح نہیں مشتری کے پاس اگر یہ چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان نہیں کہ یہ رہن نہیں ہے بلکہ امانت ہے اور مشتری کو اُس کا روکنا جائز نہیں یعنی بائع اگر مشتری سے چیز مانگے تو منع نہیں کرسکتا دینا ہوگا۔[1] (درر، غرر) اور چونکہ یہ چیز مشتری کے پاس امانت ہے اور اس کو روکنے کا حق نہیں ہے لہٰذا بائع کی طلب کے بعد اگر نہ دے گا اور ہلاک ہوگئی تو اب تاوان دینا ہوگا۔ اب وہ غاصب ہے۔

مسئلہ ۱۳: کسی چیز کا نرخ چکا کر بائع کے یہاں سے لے گیا اور ابھی خریدی نہیں ہاں خریدنے کا ارادہ ہے اور بائع نے اس سے کوئی چیز رہن رکھوالی یہ جائز ہے اس بارے میں یہ چیز مبیع کے حکم میں نہیں ہے۔[2] (زیلعی)

مسئلہ ۱۴: دَین موعود کے مقابل میں رہن رکھنا جائز ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہوچکا کہ مثلاً کسی سے قرض مانگا اور اُس نے دینے کا وعدہ کرلیا ہے مگر ابھی دیا نہیں قرض لینے والا اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ آیا یہ رہن صحیح ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: جس صورت میں قصاص واجب ہے وہاں رہن صحیح نہیں اور خطا کے طور پر جنایت ہوئی کہ اس میں دیت واجب ہوگی یہاں رہن صحیح ہے کہ مرہون سے اپنا حق وصول کرسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: خریدار پر شفعہ ہوا اور شفیع[5] کے حق میں فیصلہ ہوا کہ تسلیم مبیع[6] مشتری[7] پر واجب ہوگئی شفیع یہ چاہے کہ مشتری کی کوئی چیز رہن رکھ لوں یہ نہیں ہوسکتا جس طرح بائع سے مشتری مبیع کے مقابل میں رہن نہیں لے سکتا مشتری سے شفیع بھی نہیں لے سکتا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جن صورتوں میں اجارہ باطل ہے ایسے اجارہ میں اُجرت کے مقابل کوئی چیز رہن نہیں ہوسکتی کہ شرعاً یہاں اُجرت واجب ہی نہیں کہ رہن صحیح ہو مثلاً نوحہ کرنے والی کی اُجرت یا گانے والے کی اُجرت نہیں دی ہے اس کے مقابل

---

1 ...... "درر الحكام" و "غرر الأحكام"، كتاب الرهن، باب مايصح رهنه والرهن به أولا، الجزء الثاني، ص ٢٥٢.

2 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب مايجوز إرتهانه...إلخ، ج٧، ص ١٥٤.

3 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه...إلخ، ج٢، ص ٤١٩.

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ج١٠، ص ١٠٣.

5 ...... شفعہ کرنے والا۔ 6 ...... بیچی گئی چیز سپرد کرنا۔ 7 ...... خریدار۔

8 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ج١٠، ص ١٠٣.

میں رہن نہیں ہوسکتا۔[1] (درمختار) جن صورتوں میں رہن صحیح نہ ہواُن میں مرہون امانت ہوتا ہے کہ ہلاک ہونے سے ضمان نہیں اور راہن کے طلب کرنے پر مرہون کو دے دینا ہوگا۔ اگر روکے گا تو غاصب قرار پائے گا اور تاوان واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: غاصب سے مغصوب کے مقابل میں کوئی چیز رہن لی جاسکتی ہے یہ رہن صحیح ہے اسی طرح بدل خلع اور بدل صلح کے مقابل میں رہن ہوسکتا ہے مثلاً عورت نے ہزار روپے پر خلع کرایا اور روپیہ اس وقت نہیں دیا روپے کے مقابل میں شوہر کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن صحیح ہے یا قصاص واجب تھا مگر کسی رقم پر صلح ہوگئی اس کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مکان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تھی اور کرایہ کے مقابل میں مالک کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن جائز ہے پھر اگر مدت اجارہ پوری ہونے کے بعد وہ چیز ہلاک ہوئی تو گویا مالک نے کرایہ وصول پالیا اب مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مستاجر[3] کے منفعت حاصل کرنے سے پہلے چیز ہلاک ہوگئی تو رہن باطل ہے مرتہن پر واجب ہے کہ مرہون[4] کی قیمت راہن کو دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا اور سینے کے مقابل میں اُس سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھوائی یہ جائز اور اگر اس کے مقابل میں رہن ہے کہ تم کو خود سینا ہوگا یہ رہن ناجائز ہے۔ یوہیں کوئی چیز عاریت دی اور اس چیز کی واپسی میں بار برداری صَرف[6] ہوگی لہٰذا معیر نے مستعیر سے کوئی چیز واپسی کے مقابل میں رہن رکھوائی یہ جائز ہے اور اگر یوں رہن رکھوائی کہ تم کو خود پہنچانی ہوگی تو ناجائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: بیع سلم کے راس المال کے مقابل میں رہن صحیح ہے اور مسلم فیہ کے مقابل میں بھی صحیح ہے۔ اسی طرح بیع صرف کے ثمن کے مقابل میں رہن صحیح ہے۔ پہلے کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے مثلاً سو۱۰۰ روپے میں سلم کیا اور ان روپوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی۔ دوسرے کی یہ صورت ہے کہ دس۱۰ من گیہوں[8] میں سلم کیا اور روپے دے دیے اور مسلم الیہ سے

---

1 ......"الدر المختار"، کتاب الرهن، باب مایجوز ارتهانه ومالایجوز، ج۱۰، ص۱۰۳.

2 ......المرجع السابق، ص۱۰٤.

3 ......کرایہ دار۔ 4 ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیره ورکنه...إلخ، الفصل الثالث، ج٥، ص٤٣٥.

6 ......خرچ۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الرهن، الباب الاول فی تفسیره ورکنه...إلخ، الفصل الثالث ج٥، ص٤٣٥.

8 ......گندم۔

کوئی چیز رہن لے لی۔ تیسرے کی یہ صورت ہے کہ روپے سے سونا خریدا اور روپے کی جگہ پر کوئی چیز سونے والے کو دے دی۔ پہلی اور تیسری صورت میں اگر مرہون اسی مجلس میں ہلاک ہوجائے تو عقد سلم وصَرف تمام ہوگئے [1] اور مرتہن نے اپنا مال وصول پالیا یعنی بیع سلم میں راس المال مسلم الیہ کو مل گیا اور بیع صَرف میں زرِ ثمن وصول ہوگیا [2] مگر یہ اس وقت ہے کہ مرہون کی قیمت راس المال اور ثمنِ صَرف سے [3] کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہے تو بقدر قیمت صحیح ہے مابقی کو [4] اگر اسی مجلس میں نہ دیا تو اُس کے مقابل میں صحیح نہ رہا اور اگر مرہون اُس مجلس میں ہلاک نہ ہوا اور عاقدین [5] جدا ہوگئے اور راس المال وثمنِ صَرف اُس مجلس میں نہ دیا تو عقدِ سلم وصَرف باطل ہوگئے کہ ان دونوں عقدوں میں اسی مجلس میں دینا ضروری تھا جو پایا نہ گیا۔ اور اس صورت میں چونکہ عقد باطل ہوگئے لہٰذا مرتہن راہن کو مرہون واپس دے۔ اور فرض کرو مرتہن نے ابھی واپس نہیں دیا تھا اور مرہون ہلاک ہوگیا تو راس المال وثمن صَرف کے مقابل میں ہلاک ہونا مانا جائے گا یعنی وصول پانا قرار دیا جائے گا مگر وہ دونوں عقد اب بھی باطل ہی رہیں گے اب جائز نہیں ہوں گے۔ دوسری صورت یعنی مسلم فیہ کے مقابل میں رب السلم نے اپنے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس میں عقد سلم مطلقاً صحیح ہے مرہون اسی مجلس میں ہلاک ہو یا نہ ہو دونوں کے جدا ہونے کے بعد ہو یا نہ ہو کہ راس المال پر قبضہ جو مجلس عقد میں ضروری تھا وہ ہوچکا اور مسلم فیہ کے قبضہ کی ضرورت تھی ہی نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مرہون ہلاک ہوجائے مجلس میں یا بعد مجلس بہرصورت عقد سلم تمام ہے۔ اور رب السلم کو گویا مسلم فیہ وصول ہوگیا یعنی مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد اب مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا ہاں اگر مرہون کی قیمت کم ہو تو بقدر قیمت وصول سمجھا جائے باقی باقی ہے۔ [6] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: رب السلم نے مسلم فیہ کے مقابل میں اپنے پاس چیز رہن رکھ لی تھی اور دونوں نے عقدِ سلم کو فسخ کردیا توجب تک راس المال وصول نہ ہوجائے یہ چیز راس المال کے مقابل ہے یعنی مسلم الیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ سلم فسخ ہوگیا لہٰذا مرہون واپس دو۔ ہاں جب مسلم الیہ راس المال واپس کردے تو مرہون کو واپس لے سکتا ہے اور فرض کرو کہ راس المال واپس نہیں دیا اور رب السلم کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا سمجھا جائے گا یعنی رب المال مسلم فیہ کی مثل

---

(1) ......یعنی بیع سلم اور سونے چاندی کی بیع کا عقد مکمل ہوگیا۔

(2) ......یعنی طے شدہ قیمت وصول ہوگئی۔ (3) ......یعنی سونے چاندی کی بیع میں مقررہ رقم سے۔

(4) ......باقی ماندہ۔ (5) ......یعنی راہن اور مرتہن۔

(6) ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۹.

و"الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالايجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۵، ۱۰۶.

مسلم الیہ کو دے اور اپنا راس المال واپس لے یہ نہیں کہ اس کو راس المال کے قائم مقام فرض کر کے راس المال کی وصولی قرار دیں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: سونا چاندی روپیہ اشرفی اور مکیل وموزون کو رہن رکھنا جائز ہے پھر ان کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا۔ پہلی صورت میں یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل روپیہ، اشرفی[2] یا جَو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون[3] ہلاک ہوجائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا لحاظ ہوگا یعنی اگر اس کی قیمت دَین کی برابر یا زائد ہے تو دَین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جو کمی ہے اتنی راہن سے لے سکتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپیہ کے مقابل میں یا سونے کو اشرفی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل رہن رکھا اور مرہون ہلاک ہوگیا تو وزن و کیل (ناپ) کا اعتبار ہوگا۔ اور اس صورت میں کھرے کھوٹے کا اعتبار نہیں ہوگا مثلاً ۱۰۰ روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہوگئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو دَین وصول سمجھا جائے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ۱۰۰ روپے بھر چاندی کی مالیت ۱۰۰ روپے سے کم ہے اور ۱۰۰ روپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کمی وصول کرسکتا ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۴: سونے چاندی کی کوئی چیز مثلاً برتن یا زیور کو اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن رکھا اور چیز ٹوٹ گئی اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت کم ہے تو خلاف جنس سے اس کی قیمت لگا کر اُس قیمت کو رہن قرار دیا جائے اور ٹوٹی ہوئی چیز کا مرتہن مالک ہوگیا اور راہن کو اختیار ہے کہ دَین ادا کر کے وہ چیز لے لے اور اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت زیادہ ہے تو دوسری جنس سے قیمت لگائی جائے گی اور مرتہن پوری قیمت کا ضامن ہے اور یہ قیمت اُس کے پاس رہن ہوگی اور مرتہن اس ٹوٹی ہوئی چیز کا مالک ہوجائے گا۔ مگر راہن کو یہ اختیار ہوگا کہ پورا دَین ادا کر کے فک رہن[5] کرالے۔[6] (تبیین)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص سے دس درہم قرض لئے اور انگوٹھی رہن رکھ دی جس میں ایک درہم چاندی ہے اور نو درہم کا

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه... إلخ، ج٢، ص ٤١٩ .

2 ...... سونے کا سکہ۔ 3 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔

4 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه... إلخ، ج٢، ص ٤٢٢ .

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالايجوز، ج١٠، ص١٠٨ .

5 ...... یعنی گروی رکھی ہوئی چیز کو چھڑانا۔

6 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه والارتهان به، ج٧، ص ١٦٢، ١٦٣ .

نگینہ ہے اور مرتہن کے پاس سے انگوٹھی ضائع ہوگئی تو گویا دَین وصول ہوگیا اور اگر نگینہ ٹوٹ گیا تو اس کی وجہ سے انگوٹھی کی قیمت میں جو کچھ کمی ہوئی اتنا دَین ساقط اور اگر انگوٹھی ٹوٹ گئی اور اُس کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہے تو پوری قیمت کا ضمان ہے مگر یہ ضمان دوسری جنس مثلاً سونے سے لیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: پیسے رہن رکھے تھے اور ان کا چلن بند ہوگیا یہ بمنزلہ ہلاک ہے اور اگر پیسوں کا نرخ سستا ہوگیا اس کا اعتبار نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: طشت[3] لوٹا یا کوئی اور برتن رہن رکھا اور وہ ٹوٹ گیا اگر وہ وزن سے بکنے کی چیز نہ ہو تو جو کچھ نقصان ہوا اتنا دَین ساقط اور اگر وہ وزن سے بکے تو راہن کو اختیار ہے کہ دَین ادا کر کے اپنی چیز واپس لے یا اُس کی جو کچھ قیمت ہوا تنے میں مرتہن کے پاس چھوڑ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: پرائی چیز بیچ دی اور ثمن کے مقابل میں مشتری سے کوئی چیز رہن رکھوا لی مالک نے دونوں باتوں کو جائز کر دیا یہ بیع جائز ہے مگر رہن جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: کوئی چیز بیع کی اور مشتری سے یہ شرط کرلی کہ فلاں معین چیز ثمن کے مقابل میں رہن رکھے یہ جائز ہے اور اگر بائع نے یہ شرط کی کہ فلاں شخص ثمن کا کفیل ہو جائے اور وہ شخص وہاں حاضر ہے اس نے قبول کرلیا یہ بھی جائز ہے اور اگر بائع نے کفیل کو معین نہیں کیا ہے یا معین کر دیا ہے مگر وہ وہاں موجود نہیں ہے اور اس کے آنے اور قبول کرنے سے پہلے بائع و مشتری جدا ہوگئے تو بیع فاسد ہوگئی اسی طرح اگر رہن کے لیے کوئی چیز معین نہیں کی ہے تو بیع فاسد ہوگئی مگر جبکہ اسی مجلس میں دونوں نے رہن کو معین کرلیا یا اسی مجلس میں مشتری نے ثمن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی مجلس بدل جانے کے بعد معین رہن یا ادائے ثمن سے بیع کا فساد دفع نہیں ہوگا۔[6] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب العاشر فى رهن الفضة بالفضة... إلخ، ج٥، ص٤٧٥ .

2 ...... المرجع السابق، ص٤٧٦ .

3 ...... تھال، بڑا برتن۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب العاشر فى رهن الفضة بالفضة... إلخ، ج٥، ص٤٧٦ .

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الاول فى تفسيره و ركنه... إلخ، الفصل الرابع فيما يجوز رهنه... إلخ، ج٥، ص ٤٣٦ .

6 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه... إلخ، ج٢، ص ٤٢٤ .

و "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج١٠، ص١٠٩ .

مسئلہ ۳۰: بائع نے معین چیز رہن رکھنے کی شرط کی تھی اور مشتری نے یہ شرط منظور بھی کرلی تھی اس صورت میں مشتری مجبور نہیں ہے کہ اس شرط کو پورا ہی کردے کہ محض ایجاب وقبول سے عقد رہن لازم نہیں ہوتا، مگر مشتری نے اگر وہ چیز رہن نہ رکھی تو بائع کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کردے مگر جبکہ مشتری ثمن ادا کردے یا جو چیز رہن رکھنے کے لئے معین ہوئی تھی اُسی قیمت کی دوسری چیز رہن رکھ دے تو اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کوئی چیز خریدی اور مشتری نے بائع کو کوئی چیز دے دی کہ اسے رکھے جب تک میں دام[2] نہ دوں تو یہ چیز رہن ہوگئی اور اگر جو چیز خریدی ہے اُسی کے متعلق کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دام نہ دوں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر مشتری نے اُس پر قبضہ کرلیا تھا پھر بائع کو یہ کہہ کردے دی کہ اسے رکھے رہو تو یہ رہن بھی صحیح ہے اور اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا تھا اور مبیع کے متعلق وہ الفاظ کہے تو رہن صحیح نہیں کہ وہ تو بغیر کہے بھی ثمن کے مقابل میں محبوس[3] ہے بائع بغیر ثمن لئے دینے سے انکار کرسکتا ہے۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳۲: مشتری نے چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دی کہ اسے رکھے رہو دام دے کرلے جاؤں گا اور مشتری چیز لینے نہیں آیا اور چیز ایسی ہے کہ خراب ہوجائے گی مثلاً گوشت ہے کہ رکھا رہنے سے سڑ جائے گا یا برف ہے جو گھل جائے گی بائع کو ایسی چیز کا دوسرے کے ہاتھ بیع کردینا جائز ہے اور جسے معلوم ہے کہ یہ چیز دوسرے کی خریدی ہوئی ہے اُس کو خریدنا بھی جائز ہے مگر بائع نے اگر زائد داموں سے بیچا تو جو کچھ پہلے ثمن سے زائد ہے اُسے صدقہ کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: دائن[6] نے مدیون[7] کی پگڑی لے لی کہ میرا دَین دے دوگے اُس وقت پگڑی دوں گا اگر مدیون بھی راضی ہوگیا اور چھوڑ آیا تو رہن ہے ضائع ہوگی تو رہن کے احکام جاری ہوں گے اور اگر راضی نہیں ہے مثلاً یہ کمزور ہے اُس سے چھین نہیں سکتا تھا تو رہن نہیں بلکہ غصب ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب مایجوز إرتھانه ومالایجوز، ج۱۰، ص۱۰۹.

2 ...... رقم، روپیہ۔ 3 ...... مقید۔

4 ...... "الهداية"، کتاب الرھن، باب مایجوز إرتھانه... إلخ، ج۲، ص ٤٢٤ .

و "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب مایجوز إرتھانه ومالایجوز، ج۱۰، ص ۱۰۹.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب مایجوز إرتھانه ومالایجوز، ج۱۰، ص ۱۰۹، ۱۱۰.

6 ...... قرض خواہ۔ 7 ...... مقروض۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب مایجوز إرتھانه ومالایجوز، ج۱۰، ص ١١٤.

باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا

مسئلہ ۱: باپ کے ذمہ دَین ہے وہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اسی طرح وصی بھی نابالغ کی چیز کو اپنے دَین کے مقابل میں رہن رکھ سکتا ہے پھر اگر یہ چیز مرتہن [1] کے پاس ہلاک ہوگئی تو یہ دونوں بقدر دَین نابالغ کو تاوان دیں اور مقدارِ دَین سے مرہون [2] کی قیمت زائد ہو تو زیادتی کا تاوان نہیں کہ یہ امانت تھی جو ہلاک ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: باپ یا وصی نے نابالغ کی چیز اپنے دائن کے پاس رکھی تھی پھر اُس دائن کو انہوں نے چیز بیچ ڈالنے کے لیے کہہ دیا اُس نے بیچ کر اپنا دَین وصول کرلیا یہ بھی جائز ہے مگر بقدرِ ثمن نابالغ کو دینا ہوگا اسی طرح اگر ان دونوں نے نابالغ کی چیز اپنے دَین کے بدلے میں خود بیع کردی یہ بھی جائز ہے اور اس ثمن اور دَین میں مقاصہ (ادلا بدلا) ہو جائے گا پھر نابالغ کو اپنے پاس سے بقدرِ ثمن ادا کریں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: خود نابالغ لڑکے کا باپ کے ذمہ دَین ہے اس کے مقابل میں باپ نے اُس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اُس چیز پر اس کا قبضہ نابالغ کی طرف سے ہوگا اور اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی باپ کا بیٹے پر دَین تھا اور اس کی چیز اپنے پاس رہن رکھ لی یہ دونوں صورتیں وصی کے حق میں ناجائز ہیں کہ نہ اپنی چیز اُس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے نہ اس کی اپنے پاس۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے دو نابالغ لڑکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر دَین ہے ان کا باپ مدیون کی چیز دائن کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور دونابالغوں کا وصی یہ نہیں کرسکتا کہ ایک کی چیز کو دوسرے کی طرف سے رہن رکھ لے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: باپ اور نابالغ لڑکے دونوں پر دَین ہے اور باپ نے نابالغ کی چیز دونوں کے مقابل میں رہن رکھ دی یہ جائز ہے اور اس صورت میں اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی تو باپ کے دَین کے مقابل میں مرہون کا جتنا حصہ تھا اتنے کا لڑکے کو تاوان دے وصی اور دادا کا بھی یہی حکم ہے۔[7] (ہدایہ)

---

1. ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی۔
2. ......گروی رکھی ہوئی چیز۔
3. ......"الدر المختار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن والجنایۃ علیہ...إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۱.
4. ......"الھدایۃ"، کتاب الرھن، باب مایجوز ارتھانہ...إلخ، ج ۲، ص ٤۲٦.
5. ......المرجع السابق.
6. ......المرجع السابق.
7. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۶: باپ پر دَین ہے وہ بالغ لڑکے کی چیز اُس دَین کے مقابل میں رہن نہیں رکھ سکتا کہ بالغ پر اس کی ولایت نہیں اسی طرح نابالغ کے دَین میں بالغ کی چیز گروی نہیں رکھ سکتا، اور اگر بالغ ونابالغ دونوں کی مشترک چیز ہے اس کو بھی رہن نہیں رکھ سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: باپ پر دَین ہے اس نے بالغ ونابالغ لڑکوں کی مشترک چیز کو رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے جب تک بالغ سے اجازت حاصل نہ کرلے اور مرہون[2] ہلاک ہوجائے تو بالغ کے حصہ کا ضامن ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: باپ نے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر باپ مرگیا اور وہ بالغ ہو کر یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی چیز مرتہن سے لے لوں تو جب تک دَین ادا نہ کردے چیز نہیں لے سکتا پھر اگر خود باپ پر دَین تھا جس کے مقابل میں[4] گروی رکھی تھی اور لڑکے نے اپنے مال سے دَین ادا کرکے چیز لے لی تو بقدر دَین[5] باپ کے ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ماں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دے ہاں اگر وہ وصیہ ہے یا جو شخص نابالغ کے مال کا ولی ہے اس کی طرف سے اجازت حاصل ہے تو رکھ سکتی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: وصی نے یتیم کے کھانے اور لباس کے لیے اُدھار خریدا اور اس کے مقابل میں یتیم کی چیز رہن رکھ دی یہ جائز ہے اسی طرح اگر یتیم کے مال کو تجارت میں لگایا اور اُس کی چیز دوسرے کے پاس رکھ دی یا دوسرے کی چیز اس کے لیے رہن میں لی یہ بھی جائز ہے۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: وصی نے بچہ کے لئے کوئی چیز اُدھار لی تھی اور اس کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر مرتہن کے پاس سے بچہ ہی کی ضرورت کے لئے مانگ لایا اور چیز ضائع ہوگئی تو چیز رہن سے نکل گئی اور بچہ ہی کا نقصان ہوا اس صورت میں دَین کا کوئی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن،الباب الاول فى تفسيره وركنه...إلخ،الفصل الخامس فى رهن الاب والوصى،ج٥،ص٤٣٨.

2 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن،الباب الاول فى تفسيره وركنه...إلخ،الفصل الخامس فى رهن الاب والوصى،ج٥،ص٤٣٨.

4 ...... بدلے میں۔ 5 ...... یعنی قرض کے برابر۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن،الباب الاول فى تفسيره وركنه...إلخ،الفصل الخامس فى رهن الاب والوصى،ج٥،ص٤٣٨.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الهداية"، كتاب الرهن،باب مايجوز ارتهانه والارتهان... إلخ،ج٢،ص ٤٢١ .

جز اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا اور اگر اپنے کام کے لئے وصی مرتہن سے مانگ لایا ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو وصی کے ذمہ تاوان ہے کہ یتیم کی چیز کو اپنے لئے استعمال کرنے کا حق نہ تھا۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۲: وصی نے یتیم کی چیز رہن رکھ دی پھر مرتہن کے پاس سے غصب کر لایا اور اپنے کام میں استعمال کی اور چیز ہلاک ہوگئی اگر اس چیز کی قیمت بقدر دَین ہے تو اپنے پاس سے دَین ادا کرے اور یتیم کے مال سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر دَین سے اس کی قیمت کم ہے تو بقدر قیمت اپنے پاس سے مرتہن کو دے اور باقی یتیم کے مال سے ادا کرے اور اگر قیمت دَین سے زیادہ ہے تو دَین اپنے پاس سے ادا کرے اور جو کچھ چیز کی قیمت دَین سے زائد ہے یہ زیادتی یتیم کو دے کیونکہ اس نے دونوں کے حق میں تعدی زیادتی کی اور اگر غصب کر کے یتیم کے استعمال میں لایا اور ہلاک ہوئی تو مرتہن کے مقابل میں ضامن ہے یتیم کے مقابل میں نہیں یعنی اگر چیز کی قیمت دَین سے زائد ہے تو اس زیادتی کا تاوان اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: وصی نے یتیم کی چیز اپنے نابالغ لڑکے کے پاس رہن رکھ دی یہ ناجائز ہے اور بالغ لڑکے یا اپنے باپ کے پاس رکھ دی یہ جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: وصی نے ورثہ کے خرچ اور حاجت کے لیے چیز اُدھار لی اور ان کی چیز رہن رکھ دی اگر یہ سب ورثہ بالغ ہیں تو ناجائز ہے اور سب نابالغ ہیں تو جائز ہے اور بعض بالغ بعض نابالغ ہیں تو بالغ کے حق میں ناجائز اور نابالغ کے بارے میں جائز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: میت پر دَین ہے وصی نے ترکہ کو ایک دائن کے پاس رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے۔ دوسرے دائن اس رہن کو واپس لے سکتے ہیں اور اگر صرف ایک ہی شخص کا دَین ہے تو اس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور میت کا دوسرے پر دَین ہے تو وصی مدیون کی چیز اپنے پاس رہن رکھ سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: راہن مر گیا تو اس کا وصی رہن کو بیچ کر دَین ادا کر سکتا ہے۔ اور راہن کا وصی کوئی نہیں ہے تو قاضی کسی کو اس کا وصی مقرر کرے اور اُسے حکم دے گا کہ چیز بیچ کر دَین ادا کرے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه والارتهان... إلخ، ج۲، ص ۴۲۱، ۴۲۲.

2 ......المرجع السابق، ص ۴۲۲.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الاول في تفسيره وركنه... إلخ، الفصل الخامس في رهن الاب والوصي، ج۵، ص۴۳۹.

4 ......المرجع السابق. 5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق.

رہن یا راہن یا مرتہن کئی ہوں اس کا بیان

مسئلہ ۱: ہزار روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن رکھیں تو دونوں چیزیں پورے دَین کے مقابل میں [1] رہن ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کے حصہ کا دَین ادا کرکے فک رہن کرالے [2] جب تک پورا دَین ادا نہ کرلے ایک کو بھی نہیں چھوڑا سکتا۔ ہاں اگر رہن رکھتے وقت ہر ایک کے مقابل میں دَین کا حصہ نامزد کر دیا ہو مثلاً یہ کہہ دیا ہو کہ چھ سو۶۰۰ کے مقابل میں یہ ہے اور چار سو۴۰۰ کے مقابل میں یہ ہے اور ادا کرتے وقت کہہ دیا کہ اس کے مقابل کا دَین ادا کرتا ہوں تو اس کا فک رہن ہوسکتا ہے کہ یہ ایک رہن نہیں بلکہ دو عقد ہیں۔ [3] (زیلعی، درمختار) اور اگر دو چیزیں رہن رکھیں اور یہ کہہ دیا کہ اتنے دَین کے مقابل میں ایک اور اتنے کے مقابل میں دوسری مگر یہ معین نہیں کیا کہ کس کے مقابل میں کون ہے تو رہن صحیح نہیں۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا کہ آدھی اس کے پاس رہن ہے اور آدھی اُس کے پاس یہ ناجائز کہ مشاع کا رہن ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی تفصیل نہیں کی ہے اور ایک نے قبول کیا دوسرے نے نامنظور کیا جب بھی صحیح نہیں اور دونوں نے قبول کرلیا تو وہ چیز پوری پوری دونوں کے پاس رہن ہے اس کی ضرورت نہیں کہ دونوں نے اس شخص کو مشترک طور پر دَین دیا ہو دونوں میں شرکت ہو یا نہ ہو بہرحال وہ چیز دونوں کے پاس رہن ہے راہن اپنی چیز اسی وقت لے سکتا ہے کہ دونوں کا پورا پورا دَین ادا کردے اور ایک کا پورا دَین ادا کر دیا تو پوری چیز اُسی کے پاس رہن ہے جس کا دَین باقی ہے۔ [5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳: دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اور وہ چیز قابلِ تقسیم ہے دونوں تقسیم کرکے آدھی آدھی اپنے قبضہ میں کرلیں اور اس صورت میں اگر پوری چیز ایک ہی کے قبضہ میں دے دی تو جس نے دی وہ ضامن ہے۔ اور اگر

---

❶...... بدلے میں۔

❷...... یعنی گروی چیز چھڑالے۔

❸...... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه...إلخ، ج۷، ص۱٦۸.

و"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه وما لايجوز، ج۱۰، ص۱۱۱.

❹...... "ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه وما لايجوز، ج۱۰، ص۱۱۱.

❺...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه...إلخ، فصل، ج۲، ص٤۲٥.

و"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه وما لايجوز، ج۱۰ ص۱۱۰.

چیز نا قابلِ تقسیم ہے تو دونوں باریاں مقرر کرلیں اپنی اپنی باری میں ہر ایک پوری چیز اپنے قبضہ میں رکھے اس صورت میں وہ چیز جس کے پاس اُس کی باری میں ہے تو دوسرے کی طرف سے اُس کا حکم یہ ہے کہ جیسے کسی معتبر آدمی کے پاس شے مرہون ہوتی ہے۔ (جس کا بیان آئے گا)۔ [1] (زیلعی)

مسئلہ ۴: دو شخصوں کے پاس چیز رہن رکھی اور وہ ہلاک ہوگئی تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ضامن ہے مثلاً ایک شخص کے دس۱۰ روپے تھے دوسرے کے پانچ تھے اور دونوں کے پاس ایک چیز تیس۳۰ روپے کی رہن رکھ دی اُس چیز کے دو حصے ضائع ہوگئے ایک حصہ باقی ہے تو یہ حصہ جو باقی رہ گیا ہے دونوں پر تقسیم ہوگا۔ یعنی دو تہائیاں [2] دس۱۰ والے کی اور ایک تہائی [3] پانچ والے کی یعنی دس۱۰ والے کی دو تہائیاں ساقط ہوگئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی تین روپے پانچ آنے [4] چار پائی [5] اور پانچ والے کی دو تہائیاں ساقط ہوئیں ایک تہائی باقی ہے یعنی ایک روپیہ دس آنے آٹھ پائی۔ [6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دو شخصوں پر ایک شخص کا دَین ہے دونوں نے ایک چیز دائن کے پاس رہن رکھی یہ رہن صحیح ہے اور پورے دَین کے مقابل میں چیز رگروی ہے دونوں نے ایک ساتھ اس سے دَین لیا ہو یا الگ الگ دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔ پھر اگر ایک نے اپنا دَین ادا کر دیا تو چیز کو واپس نہیں لے سکتا جب تک دوسرا بھی اپنے ذمہ کا دَین ادا نہ کردے۔ [7] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مدیون [8] نے دائن [9] کو دو کپڑے دیے اور یہ کہا کہ ان میں سے جس کو چاہو رہن رکھ لو اُس نے دونوں رکھ لئے کوئی بھی رہن نہ ہوا جب تک ایک کو معین نہ کرلے اور وہ ضامن نہیں ہوگا اور ضائع ہونے سے دَین ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بیس روپے باقی تھے دائن نے مانگے مدیون نے اس کے پاس سو روپے ڈال دیے کہ تم ان میں سے اپنے بیس لے لو اور ابھی اس نے لئے نہیں کہ یہ سب روپے ضائع ہوگئے تو مدیون کے گئے، دائن کا دَین بحالہ باقی ہے۔ [10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه... إلخ، ج٧ ص ١٧٠.

2 ...... یعنی تین حصوں میں سے دو حصے۔ 3 ...... تیسرا حصہ۔

4 ...... چھ پیسوں کا ایک آنا ہوتا ہے۔ 5 ...... یعنی چار پیسے۔

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ١٠، ص ١١٠.

7 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه... إلخ، ج ٢، ص ٤٢٥.

8 ...... مقروض۔ 9 ...... قرض خواہ۔

10 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه وما لا يجوز، ج ١٠، ص ١١٥.

متفرقات

مسئلہ ۱: شے مرہون کو کسی نے غصب کرلیا تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک ہونے، ضائع ہونے کا ہے کہ قیمت اور دَین میں جو کم ہے اُس کا ضامن ہے یعنی اگر دَین اُس کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دَین ساقط ہوگیا اور قیمت کم ہے تو بقدر قیمت ساقط باقی دَین مدیون سے وصول کرے۔ اور اگر خود مرتہن ہی نے غصب کیا یعنی بلا اجازتِ راہن چیز کو استعمال کیا اور ہلاک ہوئی تو پوری قیمت کا ضامن ہے اگرچہ قیمت دَین سے زیادہ ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مرتہن راہن کی اجازت سے چیز کو استعمال کررہا تھا اس حالت میں کوئی چھین لے گیا تو یہ غصب ہلاک کے حکم میں نہیں یعنی اس صورت میں دَین بالکل ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس حالت میں ہلاک ہوجائے جب بھی دَین بدستور باقی رہے گا کہ اب وہ رہن نہ رہا بلکہ عاریت و امانت ہے ہاں استعمال سے فارغ ہونے پر پھر رہن ہوجائے گا اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: راہن نے مرتہن سے کہا کہ چیز دلال کو دے دو اس نے دیدی اور ضائع ہوگئی تو مرتہن اس کا ضامن نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: رہن میں کوئی میعاد نہیں ہوسکتی مثلاً اتنے دنوں کے لیے رہن رکھتا ہوں میعاد مقرر کرنے سے عقد رہن فاسد ہوجائے گا اور اس صورت میں چیز ہلاک ہوجائے تو ضامن ہے اور وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵: راہن نے مرتہن سے کہا چیز کو بیچ ڈالو اور راہن مرگیا مرتہن اس کو بیع کرسکتا ہے ورثہ کو منع کرنے کا حق نہیں اور ورثہ اس بیع کو توڑ بھی نہیں سکتے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶: راہن غائب ہوگیا پتہ نہیں کہ کہاں ہے مرتہن اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کرے قاضی اس کو بیچ کر دَین ادا کرسکتا ہے اور راہن موجود ہے اور دَین ادا نہیں کرتا اُس کو مجبور کیا جائے گا کہ مرہون کو بیچ کر دَین ادا کرے اور نہ مانے تو قاضی یا امین قاضی بیچ کر دَین ادا کردے اور دَین کا کچھ جز باقی رہ جائے تو راہن ہی اُس کا ذمہ دار ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرھن، باب مایجوز ارتھانہ وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵.

2 ...... المرجع السابق.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب مایجوز ارتھانہ ما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵.

4 ......المرجع السابق، ص ۱۱۶.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرھن، باب مایجوز ارتھانہ وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۶.

مسئلہ ۷: درخت کو رہن رکھا اس میں پھل آئے مرتہن پھلوں کو بیع نہیں کرسکتا [1] اگرچہ یہ اندیشہ ہو کہ خراب ہو جائیں گے البتہ اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کرسکتا ہے اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو یا اتنا موقع نہیں کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا جائے یعنی وہ چیز جلد خراب ہو جائے گی تو خود مرتہن بھی بیع کرسکتا ہے۔ [2] (درمختار)

کسی معتبر شخص کے پاس شے مرہون کو رکھنا

مسئلہ ۱: عقد رہن میں راہن و مرتہن دونوں نے یہ شرط کی کہ مرہون چیز فلاں شخص کے پاس رکھ دی جائے گی یہ صحیح ہے اور اُس کے قبضہ کر لینے سے رہن مکمل ہو گیا یہ شخص مرتہن کے قائم مقام تصور کیا جائے گا اس کے پاس سے چیز ضائع ہو گئی تو وہی احکام ہیں جو مرتہن کے پاس ہلاک ہونے میں ہوتے ہیں ایسے معتبر شخص کو عدل کہتے ہیں کیونکہ راہن و مرتہن نے اُسے عادل و معتبر سمجھ رکھا ہے۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: رہن میں یہ شرط تھی کہ مرتہن کا قبضہ ہو گا پھر دونوں نے باتفاق رائے عادل کے پاس رکھ دیا یہ صورت بھی جائز ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: دَین میعادی تھا اور معتبر شخص کو یہ کہہ دیا تھا کہ جب میعاد پوری ہو جائے رہن کو بیع کر ڈالے اور میعاد پوری ہو گئی مگر ابھی تک چیز پر اس کا قبضہ ہی نہیں تو رہن باطل ہو گیا مگر بیع کی وکالت اس کے لیے بدستور باقی ہے اب بھی بیع کرسکتا ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جب ایسے شخص کے پاس چیز رکھ دی گئی تو چیز کو نہ راہن لے سکتا ہے نہ مرتہن اور اگر اُس نے اُن میں سے کسی کو دیدی تو اُس سے واپس لے کر اپنے پاس رکھے اور اگر اُس کے پاس تلف [6] ہو گئی تو وہ خود ضامن ہو گیا یعنی چیز کی قیمت اُس سے تاوان میں لی جائے گی یعنی راہن و مرتہن دونوں مل کر اُس سے تاوان وصول کریں اور اُس کو اُسی کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس بطور رہن رکھ دیں یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ شخص بطور خود قیمت کو اپنے پاس بطور رہن رکھ لے۔ [7] (ہدایہ)

---

1 ...... یعنی فروخت نہیں کرسکتا۔

2 ...... "الدر المختار"، باب مایجوز إرتهانه وما لایجوز، کتاب الرهن، باب مایجوز إرتهانه وما لایجوز، ج ۱۰، ص ۱۱٦.

3 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدعدل... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۱۷.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الرهن، الباب الثانی فی الرهن بشرط ان یوضع علی یدی عدل، ج ٥، ص ٤٤٠.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب الرهن، یوضع علی یدعدل... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۱۷.

6 ...... ضائع۔

7 ...... "الهدایة"، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی یدالعدل، ج ۲، ص ٤۲٦.

اور اگر عقدِ رہن میں اس کے پاس رکھنے کی شرط نہ تھی اور رکھ دیا گیا اس صورت میں راہن یا مرتہن اُس سے لے اور وہ ضامن نہیں ہوگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عادل سے قیمت کا تاوان لے کر پھر اسی کے پاس یا دوسرے کے پاس رہن رکھا گیا اور فرض کرو کہ اس نے مرہون راہن کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا اس صورت میں راہن جب دَین ادا کردے گا تو وہ تاوان عادل کو واپس مل جائے گا کہ مرتہن کو دَین وصول ہو گیا لہٰذا یہ تاوان لینے کا مستحق نہیں اور راہن کو خود اس کی مرہون شے وصول ہو چکی تھی پھر اس تاوان کو کیونکر لے سکتا ہے۔ اور اگر عادل سے مرتہن نے لیا تھا تو دَین ادا کرنے کے بعد یہ تاوان کی رقم راہن کو ملے گی کیونکہ راہن کی چیز کا یہ بدلہ ہے چیز نہیں ملی اور ہلاک ہوگئی تو تاوان جو اُس کے قائم مقام ہے اُسے ملے گا۔ رہی یہ بات کہ عادل نے مرتہن کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا تو مرتہن سے اس ضمان کو رجوع کرسکتا ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر مرتہن کو بطور عاریت یا ودیعت دیا ہے تو رجوع نہیں کرسکتا جبکہ مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا ہو اس نے خود ہلاک نہ کیا ہو اور اگر مرتہن نے خود ہلاک کر دیا ہو تو رجوع کرسکتا ہے اور اگر مرتہن کو بطور رہن دیا ہو یہ کہہ دیا ہو کہ تمہارا جو حق ہے اس میں لے جاؤ تو اس صورت میں بہر حال مرتہن سے ضمان واپس لے گا۔[2] (ہدایہ، عنایہ)

مسئلہ ۶: راہن نے مرتہن کو یا عادل کو یا کسی اور شخص کو بیع کا وکیل کر دیا تھا کہہ دیا تھا کہ جب دَین کی میعاد پوری ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالنا یا مطلقاً وکیل کر دیا ہے۔ میعاد پوری ہونے کی قید نہیں لگائی ہے یہ توکیل صحیح ہے اس وکیل کا بیچنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جس وقت اسے وکیل کیا ہے اس وقت اس میں بیع کی اہلیت ہو اور اگر اہلیت نہ ہو تو یہ توکیل صحیح نہیں مثلاً ایک چھوٹے بچہ کو بیع مرہون کا[3] وکیل کیا وہ بچہ اب بالغ ہو گیا اور بیچنا چاہتا ہے بیع نہیں کرسکتا کہ وہ وکیل ہی نہیں ہوا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: عقدِ رہن میں بیع مرہون کی وکالت شرط تھی کہ مرتہن یا فلاں شخص اس چیز کو بیع کر دے گا اس وکیل کو راہن اگر معزول کرنا چاہے نہیں کرسکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں ہوگا اور یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن کے مرنے سے ختم

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يدعدل...إلخ، ج١٠، ص١١٧.

2 ...... "الهداية"، كتاب الرهن يوضع على يدالعدل، ج٢، ص ٤٢٦.

و "العناية" على "فتح القدير"، كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يدالعدل، ج٩، ص١٠٦.

3 ...... گروی رکھی ہوئی چیز کے بیچنے کا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه وما لايجوز، ج١٠، ص١١٨.

ہو نہ مرتہن کے مرنے سے اور اس وکیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ راہن یا مرتہن کی موجودگی ہی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مرگئے ہوں تو ان کے ورثہ کی موجودگی میں بیع کرے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۸: وکیل کے مرجانے سے وکالت باطل ہو جائے گی اُس کا وارث یا وصی اس کا قائم مقام نہیں ہوگا کہ وکالت اسی کے دَم[2] کے ساتھ وابستہ تھی یہ وکیل دوسرے شخص کو بیع کرنے کا وصی نہیں بنا سکتا مگر جبکہ وکالت میں اس کی شرط ہو تو وصی بنا سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: وکالت مطلق تھی تو نقد اور اُدھار دونوں طرح بیچنے کا اُسے اختیار حاصل ہے اس کے بعد اگر اُدھار بیچنے سے منع کردے تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی ممانعت کے بعد بھی اُدھار بیچ سکتا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: راہن غائب ہے اور میعاد پوری ہوگئی وکیل بیچنے سے انکار کرتا ہے تو اُس کو بیچنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ عقدِ رہن میں بیع کی شرط نہ تھی بعد میں راہن نے کسی کو بیع کا وکیل کردیا یہ بھی بیع سے انکار نہیں کرسکتا اسے بھی بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: رہن میں وکالت بیع[6] شرط تھی اور فرض کرو مرہون کے[7] بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی یہ وکیل بیع کرسکتا ہے دوسرے وکیلوں کو اس قسم کا اختیار نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: جس جنس کا دَین تھا اس کے خلاف دوسری جنس سے اس وکیل نے بیع کی اور دَین روپیہ تھا اور اس نے اشرفی کے بدلے میں بیع کی تو اس زرِ ثمن کو جنسِ دَین[9] سے بیع صَرف کرسکتا ہے یعنی اشرفیاں روپے سے بھنا سکتا ہے۔[10] دوسرے وکیل کو یہ اختیار حاصل نہیں۔[11] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يدالعدل، ج٢، ص٤٢٧.

2 ......حیات، زندگی۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه وما لايجوز، ج١٠، ص١٢٠.

4 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يدالعدل، ج٢، ص٤٢٧.

5 ......المرجع السابق.

6 ......یعنی فروخت کرنے کی وکالت۔ 7 ......یعنی گروی جانور کا۔

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه ومالا يجوز، ج١٠، ص١٢٠.

9 ......قرض کی قسم۔ 10 ......یعنی چینج کروا سکتا ہے۔

11 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب مايجوزارتهانه ومالا يجوز، ج١٠، ص١٢٠.

مسئلہ ۱۳: راہن[1] نے بیع کا کسی کو وکیل کردیا ہے تو نہ راہن بیع کرسکتا ہے نہ مرتہن[2] ہاں دوسرے کی رضامندی حاصل کرکے یہ دونوں بیع کرسکتے ہیں یعنی راہن مرتہن سے رضامندی حاصل کرے یا مرتہن راہن سے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴: اُس عادل نے مرہون[4] کو بیع کردیا تو مرہون چیز رہن سے خارج ہوگئی اور یہ ثمن اس کے قائم مقام ہوگیا اگرچہ ابھی ثمن پر قبضہ نہ ہوا ہو، لہٰذا اگر ثمن ہلاک ہوگیا مثلاً مشتری سے وصول ہی نہ ہوا یا عادل کے پاس سے ضائع ہوگیا تو مرتہن کا ہلاک ہوا یعنی دَین ساقط ہوگیا اور اس صورت میں مرہون کی واجبی قیمت[5] کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ خود زرِ ثمن کو دیکھا جائے گا یعنی جتنا ثمن ہے اتنا دَین ساقط اگرچہ واجبی قیمت کم ہو یا زائد۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: عادل نے مرہون کو بیچ کر زرِ ثمن مرتہن کو دے دیا اور اس مرہون شے میں استحقاق ہوا یعنی کسی اور شخص نے ثابت کردیا کہ یہ چیز میری ہے اگر مبیع[7] مشتری[8] کے پاس موجود ہے تو مستحق اس مبیع کو مشتری سے لے لے گا اور مشتری اپنا زرِ ثمن اس عادل سے وصول کرے گا اور عادل اس راہن سے وصول کرے گا اور اس صورت میں مرتہن کا زرِ ثمن پر قبضہ صحیح ہوگیا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عادل مرتہن سے ثمن واپس لے اور مرتہن راہن سے اپنا دَین وصول کرے اور اگر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہوچکی ہے تو مستحق راہن سے مرہون کی قیمت کا تاوان لے کیونکہ راہن غاصب ہے اور اس صورت میں بیع بھی صحیح ہوگئی اور مرتہن کا زرِ ثمن پر قبضہ بھی صحیح ہوگیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مستحق اُس عادل سے تاوان لے پھر عادل مرتہن سے اور اب بھی بیع اور ثمن پر قبضہ صحیح ہوگیا یا مستحق عادل سے تاوان لے اور عادل مرتہن سے زرِ ثمن واپس لے پھر مرتہن راہن سے اپنا دَین وصول کرے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مرتہن کے پاس مرہون ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد اس میں استحقاق ہوا۔ اور مستحق نے راہن سے ضمان لیا تو دَین ساقط ہوگیا۔ اور اگر مرتہن سے قیمت کا ضمان لیا تو جو کچھ تاوان دیا ہے راہن سے واپس لے گا اور اپنا دَین بھی وصول کرے گا۔[10] (درمختار)

---

1 ...... گروی رکھنے والا۔
2 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے۔
3 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد العدل، ج ٢، ص ٤٢٧.
4 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔
5 ...... رائج قیمت۔
6 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ج ١٠، ص ١٢١.
7 ...... بیچی گئی چیز۔
8 ...... خریدار۔
9 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ج ١٠، ص ١٢١، ١٢٢.
10 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ج ١٠، ص ١٢٣، ١٢٤.

مسئلہ ۱۷: ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع[1] کہتا ہے کہ جب تک ثمن نہ دو گے مبیع پر[2] قبضہ نہیں دوں گا اور مشتری[3] یہ کہتا ہے کہ جب تک مبیع نہ دو گے ثمن نہیں دوں گا دونوں میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ مشتری کسی تیسرے کے پاس ثمن جمع کردے اور مبیع پر قبضہ کرلے اُس نے ثمن جمع کردیا مگر تیسرے کے پاس سے ضائع ہوگیا تو مشتری کا ضائع ہوا اور اگر یہ طے پایا کہ تیسرے کے پاس ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دے اُس وقت مبیع پر قبضہ دوں گا اس نے رہن رکھ دی اور ضائع ہوگئی تو بائع کی چیز ہلاک ہوئی یعنی ثمن ساقط ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مرہون میں تصرف کا بیان

مسئلہ ۱: راہن نے مرہون کو بغیر اجازت مرتہن بیع کردیا تو یہ بیع موقوف ہے اگر مرتہن نے اجازت دیدی یا راہن نے مرتہن کا دَین ادا کردیا تو بیع جائز و نافذ ہوگئی اور پہلی صورت میں کہ مرتہن نے اجازت دیدی وہ ثمن رہن ہوجائے گا ثمن مشتری سے وصول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر مرتہن نے اجازت نہیں دی تو اب بھی وہ بیع نہ باطل ہوئی نہ مرتہن کے فسخ کرنے سے فسخ ہوگی لہٰذا مشتری کو اختیار ہے کہ فکِ رہن کا[5] انتظار کرے جب رہن چھوٹ جائے اپنی چیز لے لے اور اگر انتظار نہ کرنا چاہے تو قاضی کے پاس معاملہ پیش کردے وہ بیع کو فسخ کردے گا۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: مرتہن اگر شے مرہون کو بیع کرے تو یہ بیع بھی اجازت راہن پر موقوف ہے وہ چاہے تو جائز کردے ورنہ جائز نہیں اور راہن اس بیع کو باطل کرسکتا ہے۔ مرتہن نے بیع کردی اور چیز مشتری کے پاس راہن کی اجازت سے پہلے ہی ہلاک ہوگئی تو راہن اب اجازت بھی نہیں دے سکتا اور راہن کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے اپنی چیز کا ضمان لے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مرتہن نے راہن سے کہا کہ رہن کو فلاں کے ہاتھ بیع کردو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچا یہ جائز نہیں اور مستاجر نے موجر سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ یہ مکان بیچ دو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا یہ بیع جائز ہے۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... بیچنے والا۔ 2 ...... بیچی گئی چیز پر۔ 3 ...... خریدار۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الرهن، الباب الثالث فی هلاك المرهون...إلخ، ج٥، ص٤٥٤.

5 ...... رہن کے چھوٹنے کا۔

6 ...... "الهداية"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن...إلخ، ج٢، ص٤٢٩، ٤٣٠.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن...إلخ، ج١٠، ص١٢٤، ١٢٥.

8 ...... المرجع السابق، ص١٢٥.

مسئلہ۴: راہن نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی اور مرتہن کی اجازت سے قبل دوسرے کے ہاتھ بیع کردی یہ دوسری بیع بھی اجازت مرتہن پر موقوف ہے مرتہن جس ایک کو جائز کردے گا وہ جائز ہوجائے گی دوسری باطل ہوجائے گی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ۵: راہن نے مرہون کو بیع کیا پھر اس کو اجارہ پر دیا، یا کسی اور کے پاس رہن رکھ دیا، یا کسی اور کو ہبہ کردیا اوران دونوں صورتوں میں مرتہن ثانی یا موہوب لہ کو قبضہ بھی دیدیا اس کے بعد مرتہن اول نے اجارہ یا رہن یا ہبہ کو جائز کردیا تو وہ پہلی بیع جو موقوف تھی جائز ہوگئی اور یہ تصرفات ناجائز ہوگئے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۶: راہن نے مرہون کو ایک شخص کے ہاتھ بیع کردیا اس کے بعد پھر مرتہن کے ہاتھ بیچا تو یہ دوسری بیع جائز ہو گئی پہلی باطل ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ۷: مرہون کو راہن نے ہلاک کردیا اور دَین غیر میعادی ہے یا میعادی تھا مگر میعاد پوری ہوچکی ہے تو مرتہن راہن سے اپنا دَین وصول کرلے اور اگر میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے تو راہن سے اُس کی قیمت کا تاوان لے اور یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے جب میعاد پوری ہوجائے تو بقدر دَین اپنے حق میں وصول کرلے کچھ بچے تو واپس کردے اور کم ہو تو بقیہ راہن سے وصول کرے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ قیمت اسی جنس کی ہو جس جنس کا دَین ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۸: کسی اجنبی نے مرہون کو تلف[5] کردیا تو اُس ہلاک کرنے والے سے تاوان لینا مرتہن کا کام ہے ہلاک کرنے کے وقت جو اس کی قیمت تھی وہ قیمت تاوان میں لے اور اس میں وہی تفصیل ہے کہ میعاد پوری ہوگئی تو دَین میں وصول کرے اور میعاد باقی ہے تو یہ قیمت رہن میں رہے یہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس روز چیز رہن رکھی گئی تھی اُس روز قیمت زیادہ تھی اور جس دن ہلاک ہوئی اُس کی قیمت کم ہوگئی تو اجنبی سے اگرچہ آج کی قیمت لے گا مگر مرتہن کے حق میں اُسی پہلی قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً فرض کرو ایک ہزار روپیہ دَین تھا اور چیز رہن رکھی گئی اُس کی قیمت بھی ایک ہزار تھی مگر جس روز اجنبی نے ہلاک کی اس کی قیمت پانسو ہے تو اجنبی سے پانسو تاوان لے گا اور پانسو روپے دَین کے ساقط ہوگئے جس طرح آفت سماویہ[6] سے ہلاک ہونے میں دَین ساقط ہوتا ہے۔[7] (ہدایہ)

---

1. "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن...إلخ، ج٢، ص ٤٣٠.
2. "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن...إلخ، ج١٠، ص ١٢٥، ١٢٦.
3. المرجع السابق، ص ١٢٦.
4. المرجع السابق، ص ١٢٧.
5. ضائع۔
6. یعنی قدرتی آفت۔
7. "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن ... إلخ، ج١٠، ص ٤٣٢.

مسئلہ ۹: خود مرتہن نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس پر بھی تاوان واجب ہے پھر اگر دَین کی میعاد پوری ہو چکی ہے اور یہ قیمت جنس دَین سے ہے تو دَین وصول کرلے اور کچھ بچے تو راہن کو واپس دے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے گی۔ اُس چیز کی قیمت نرخ سستا ہونے کی وجہ سے کم ہوگئی ہے تو جتنی کمی ہوئی اتنا دَین ساقط ہوگیا کہ مرتہن کے حق میں اسی قیمت کا اعتبار ہوگا جو رہن رکھنے کے دن تھی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: مرتہن نے راہن کو مرہون شے بطور عاریت دے دی مرتہن کے ضمان سے نکل گئی یعنی اگر راہن کے یہاں ہلاک ہوگئی تو مرتہن پر اس کا کچھ اثر نہیں اور دیتے وقت مرتہن نے راہن سے کفیل[2] لیا تھا کہ اسے واپس کر دے گا تو کفیل سے بھی مرتہن کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اُس چیز میں رہن کا حکم باقی ہی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مرتہن نے راہن کو بطور عاریت مرہون دے دیا تھا اُس نے پھر واپس کر دیا تو پھر وہ چیز مرتہن کے ضمان میں آگئی اور رہن کا حکم حسب سابق اس میں جاری ہوگا۔ مرتہن کو راہن سے واپس لینے کا حق باقی رہتا ہے کیونکہ عاریت دینے سے رہن باطل نہیں ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۲: عاریت کی صورت میں مرتہن کے واپس لینے سے قبل اگر راہن مر گیا تو دوسرے قرض خواہوں سے مرتہن زیادہ حقدار ہے یعنی دوسرے اس مرہون سے اپنے دَین وصول نہیں کر سکتے جب تک مرتہن اپنا دَین وصول نہ کرلے اس کے وصول کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو وہ لوگ لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: راہن و مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون شے کسی اجنبی کو بطور عاریت دے دی یا اجنبی کے پاس ودیعت رکھ دی تو مرہون ضمان سے نکل گیا اور دونوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ اُسے پھر ضمان میں لائے یعنی اُسے رہن بنادے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴: مرتہن نے راہن سے مرہون کو استعمال کرنے کے لیے عاریت لیا یہ عاریت صحیح ہے مگر استعمال سے پہلے یا استعمال کے بعد مرہون ہلاک ہوا تو مرتہن ضامن ہے یعنی وہی حکم ہے جو مرتہن کے پاس مرہون کے ہلاک ہونے میں ہوتا ہے

---

1 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ١٠، ص ٤٣٢.

2 ......ضامن۔

3 ......"الدرالمختار"، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ١٠، ص ١٢٧، ١٢٨.

4 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ٢، ص ٤٣٢.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ١٠، ص ١٢٩.

6 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ٢، ص ٤٣٣.

اور اگر حالت استعمال میں ہوا تو مرتہن کے ذمہ کچھ ضمان نہیں۔ اسی طرح اگر مرتہن کو راہن نے استعمال کی اجازت دے دی ہے تو حالت استعمال میں ہلاک ہونے میں ضمان نہیں ہے اور قبل یا بعد میں ہلاک ہوا تو ضمان ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: قرآن مجید یا کتاب رہن رکھی ہے تو مرتہن کو اُس میں پڑھنا ناجائز ہے ہاں اگر راہن سے اجازت لے کر پڑھے تو پڑھ سکتا ہے مگر جتنی دیر تک پڑھے گا اتنی دیر تک عاریت ہے فارغ ہونے کے بعد رہن ہے یعنی پڑھتے وقت ہلاک ہو جائے تو دَین ساقط نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ہلاک ہو تو ساقط ہو جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: راہن و مرتہن میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون کو بیع کر دیا[3] یا اجارہ پر دے دیا یا ہبہ کر دیا یا رہن رکھ دیا ان سب صورتوں میں مرہون رہن سے خارج ہو گیا اب وہ رہن میں واپس نہیں لیا جا سکتا جب تک پھر نیا عقدِ رہن نہ ہو اور ان صورتوں میں اگر راہن نے مرتہن کے پاس پھر سے رہن نہ رکھا اور مر گیا تو تنہا مرتہن اس کا مستحق نہیں بلکہ جیسے دوسرے قرضخواہ ہیں ایک یہ بھی ہے اپنا حصہ رسد[4] یہ بھی لے سکتا ہے۔[5] (ہدایہ) بیع و اجارہ و ہبہ خود مرتہن کے ہاتھ ہو یا اجنبی کے ہاتھ ہو، دونوں کا ایک حکم ہے اور خود راہن کے ہاتھ مرہون کو بیع کیا تو اس سے رہن باطل نہ ہوا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مرتہن کی اجازت سے اجنبی کو کرایہ پر دے دیا تو اُجرت راہن کی ہے اور بغیر اجازت دیا تو اُجرت مرتہن کی ہے مگر اس کو صدقہ کرنا ہوگا اور اس صورت میں رہن واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مرتہن نے بغیر اجازت راہن رہن کو اجارہ پر سال بھر کے لئے دیا اور سال پورا ہونے کے بعد راہن نے اجازت دی یہ اجازت صحیح نہیں لہذا مرتہن رہن کو واپس لے سکتا ہے اور چھ ماہ گزرنے کے بعد اجازت دی تو اجازت صحیح ہے۔ پہلی صورت میں پوری اُجرت مرتہن کی ہے جس کو صدقہ کرے اور دوسری صورت میں نصف اُجرت راہن کی ہے اور نصف مرتہن کی، مرتہن کو جو ملی صدقہ کر دے اور اس دوسری صورت میں چیز کو مرتہن رہن میں واپس نہیں لے سکتا۔[8] (عالمگیری)

اس زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیت یا مکان رہن رکھ لیتے ہیں پھر مرتہن مکان کو کرایہ پر اُٹھا دیتا ہے اور کھیت کو لگان اور پٹے

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج٢، ص٤٣٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثامن في تصرف الراهن... إلخ، ج٥، ص٤٦٦.

3 ...... بیچ دیا۔ 4 ...... یعنی جتنا اس کے حصے میں آتا ہے۔

5 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج٢، ص٤٣٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج١٠، ص١٢٩.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثامن في تصرف الراهن... إلخ، ج٥، ص٤٦٤.

8 ...... المرجع السابق، ص٤٦٥.

پردے دیا کرتا ہے اور اس کرایہ یا لگان کو خود کھاتا ہے اس کا سود ہونا تو ظاہر ہے کہ قرض کے ذریعہ سے نفع اُٹھانا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بتانا بھی ہے کہ اگر راہن سے اجازت حاصل نہیں کی ہے تو اُس کی مِلک میں ایک ناجائز تصرف ہے اور یہ بھی گناہ ہے اور اگر اجازت لے لی ہے تو رہن ہی ختم ہوگیا اس کے بعد مرتہن کا اُس چیز پر قبضہ ناجائز قبضہ اور غاصبانہ قبضہ ہے یہ بھی حرام ہے۔ مرتہن پر لازم ہے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے پرہیز کرے یہ نہ دیکھے کہ انگریزی قانون ہمیں اس قسم کی اجازت دے رہا ہے بلکہ مسلمان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شریعت کا قانون ہمیں اجازت دیتا ہے یا نہیں، قانون شریعت تمہارے لئے دنیا وآخرت دونوں جگہ نافع ہے انگریزی قانون سے اگر تمہیں کچھ نفع پہنچ سکتا ہے تو صرف دنیا ہی میں اور اگر وہ خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو سخت ٹوٹا[1] اور نقصان ہے۔

مسئلہ ۱۹: دوسرے سے کوئی چیز رہن رکھنے کے لئے عاریت مانگی اس نے دے دی اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے پھر اگر مالک نے کوئی قید نہیں لگائی ہے تو مستعیر کو اختیار ہے کہ جس کے پاس چاہے جتنے میں چاہے جس شہر میں چاہے رہن رکھے اس کے ذمہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور اگر مالک نے معین کر دیا ہے کہ فلاں کے پاس رکھنا یا فلاں شہر میں یا اتنے میں رکھنا تو اس کو پابندی کرنی ضرور ہے خلاف کرنے کی اجازت نہیں اور اگر اُس نے مالک کے کہنے کے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز مرتہن سے لے لے اور رہن کو فسخ کر دے اور چیز ہلاک ہوگئی ہے تو اس کی پوری قیمت کا تاوان لے۔ تاوان لینے میں اختیار ہے کہ راہن سے تاوان لے یا مرتہن سے اگر مستعیر سے ضمان لیا رہن صحیح ہوگیا اور مرتہن سے ضمان لیا تو مرتہن اپنا دَین اور یہ ضمان دونوں راہن سے وصول کرے گا۔[2] (ہدایہ، درمختار) مالک نے جو قید لگا دی ہے اس کی مخالفت اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ مالک کے نقصان کا اندیشہ ہے کیونکہ مالک کو اگر ضرورت پیش آتی اور یہ چاہتا ہے کہ رہن چھڑا لوں[3] اور جس رقم کے مقابل میں اس نے رہن رکھنے کو کہا تھا اس سے زیادہ رقم کے مقابل میں رہن ہے تو بسا اوقات مالک کو اس رقم کے فراہم کرنے میں دُشواری ہوگی اسی طرح اگر مالک کی بتائی ہوئی رقم سے کم میں رکھی اور چیز تلف[4] ہوگئی تو قیمتی چیز تھوڑے سے داموں کے مقابل میں ہلاک ہوگئی اس میں بھی مالک کا نقصان ہے۔ اسی طرح مرتہن اور جگہ کی قید لگانے میں فوائد ہیں لہٰذا یہ قیدیں بیکار نہیں ہیں کہ ان کا لحاظ نہ کیا جائے۔[5] (ہدایہ)

---

1 ...... خسارہ۔

2 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج۲، ص۴۳۳.

و"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج۱۰، ص۱۳۲.

3 ...... یعنی گروی رکھی چیز آزاد کرالوں۔ 4 ...... ضائع۔

5 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن ... إلخ، ج۲، ص۴۳۳.

مسئلہ ۲۰: معیر نے جو قید لگائی تھی مستعیر نے اُس کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت معیر کے لئے مضر[1] نہیں بلکہ مفید ہے تو اس صورت میں نہ مرتہن پر[2] ضمان ہے نہ راہن پر مثلاً اس نے جتنے پر رہن رکھنے کو کہا تھا اُس سے کم کے مقابل میں[3] رکھ دیا مگر یہ کمی چیز کی واجبی قیمت[4] کے برابر یا واجبی قیمت سے زائد ہے مثلاً اس نے ایک ہزار میں رہن رکھنے کو کہا تھا اور یہ چیز پانسو کی ہی ہے مستعیر نے پانسو یا چھ سو غرض ہزار سے کم میں رہن رکھ دی یہ مخالفت جائز ہے کہ اس میں معیر کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہلاک ہونے کی صورت میں واجبی قیمت ملے گی یعنی وہی پانسو۔ ہزار تو ملیں گے نہیں پھر کیا نقصان ہوا بلکہ فائدہ یہ ہے کہ اگر اپنی چیز چھوڑانا[5] چاہے گا تو ہزار روپے فراہم کرنے نہیں پڑیں گے جتنے میں رہن ہے اُتنے ہی دے کر چھوڑا سکے گا۔[6] (زیلعی)

مسئلہ ۲۱: معیر نے جو کچھ مستعیر سے کہہ دیا تھا مستعیر نے اُسی کے موافق کیا مثلاً جتنے میں رہن رکھنے کو کہا تھا اتنے ہی میں رکھا اور فرض کرو مرتہن کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی اس کی کئی صورتیں ہیں اُس چیز کی قیمت دَین کے برابر ہے یا زیادہ یا دَین سے کم ہے۔ پہلی دو صورتوں میں مرتہن کا دَین ساقط ہوگیا اور راہن یعنی مستعیر معیر کو یعنی مالک کو بقدر دَین ادا کرے۔ اور دوسری صورت میں کہ دَین سے زیادہ قیمت ہے اس زیادتی کا کچھ معاوضہ نہیں اور تیسری صورت میں کہ چیز کی قیمت دَین سے کم ہے بقدرِ قیمت دَین ساقط ہوگیا اور باقی دَین مرتہن راہن سے وصول کرے گا اور راہن معیر کو قیمت ادا کرے گا اور مثلی چیز ہے تو مثل دیدے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۲: مستعیر نے عاریت کی چیز رہن رکھی اور اس میں مرتہن کے پاس کچھ عیب پیدا ہوگیا اس عیب کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی ہوئی وہ مرتہن کے ذمہ ہے یعنی اتنی ہی دَین میں کمی ہوگئی اور اُسی کے برابر مستعیر مالک کو دے۔[8] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳: معیر یہ چاہتا ہے کہ میں دَین ادا کر کے اپنی چیز چھوڑا لوں تو مرتہن فکِ رہن پر[9] مجبور ہے، یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں چیز ابھی نہیں دوں گا فکِ رہن کے بعد معیر مستعیر یعنی راہن سے دَین کی رقم وصول کرے گا اس فکِ رہن کو تبرع نہیں کہا جا سکتا کہ مستعیر سے رقم وصول نہ کرنے پائے اور اگر کوئی اجنبی شخص دَین ادا کر کے فک رہن کرائے تو راہن سے وصول

---

1 ...... نقصان دہ۔
2 ...... یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے اس پر۔
3 ...... بدلے میں۔
4 ...... رائج قیمت۔
5 ...... آزاد کرانا۔
6 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن... إلخ، ج۷، ص۱۸۹، ۱۹۰.
7 ...... "الھدایة"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن... إلخ، ج۲، ص۴۳۳.
8 ...... المرجع السابق.
9 ...... گروی رکھی ہوئی چیز کو چھوڑنے پر۔

نہیں کرسکتا کہ یہ متبرع ہے۔ یہ حکم کہ معیر راہن سے دَین کی رقم وصول کرے گا اُس وقت ہے کہ دَین اتنا ہی ہے جتنی اُس چیز کی قیمت ہے اور اگر دَین کی مقدار اس چیز سے زاید ہے تو راہن سے صرف قیمت کی برابر وصول کرسکتا ہے قیمت سے زیادہ جو کچھ دیا ہے وہ تبرع ہے اُسے نہیں وصول کرسکتا اور اگر جو چیز کی قیمت دَین سے زاید ہے اور معیر دَین ادا کرکے چھوڑانا چاہتا ہے تو مرتہن اس صورت میں فک رہن پر مجبور نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: رہن رکھنے کے لئے کوئی چیز عاریت لی تھی مرتہن نے ابھی دَین کا وعدہ ہی کیا تھا دیا نہیں تھا اور اُس نے وہ چیز رہن رکھ دی اور مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی تو مرتہن نے جتنے دَین کا وعدہ کیا تھا اتنا تاوان دے اور معیر مستعیر یعنی راہن سے اتنا وصول کرے گا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۵: رہن رکھنے کے لئے چیز عاریت لی تھی اور رہن رکھنے سے پہلے ہی مستعیر کے یہاں وہ چیز ہلاک ہوگئی یا فک رہن کے بعد ابھی مستعیر کے یہاں تھی واپس نہیں کی تھی اور ہلاک ہوگئی ان دونوں صورتوں میں مستعیر پر تاوان واجب نہیں کہ وہ چیز اس کے پاس امانت تھی اور اگر مستعیر نے قبل رہن یا بعد فک رہن چیز کو استعمال کیا مثلاً گھوڑا تھا اُس پر سوار ہوا، کپڑا یا زیور تھا اُسے پہنا مگر پھر اپنی اِس حرکت سے باز آیا اور اس کا استعمال ترک کردیا اور چیز ہلاک ہوگئی اس صورت میں بھی اس کے ذمہ تاوان نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: معیر و مستعیر میں اختلاف ہے معیر کہتا ہے کہ چیز مرتہن کے یہاں ہلاک ہوئی لہٰذا دَین ساقط، مجھے ضمان دو اور مستعیر کہتا ہے میں نے چھوڑا لی تھی میرے یہاں چیز ہلاک ہوئی لہٰذا مجھ پر تاوان نہیں اس صورت میں راہن کی بات مانی جائے گی یعنی قسم کے ساتھ اور جتنے میں معیر نے رہن رکھنے کو کہا تھا اُس میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے سو روپے میں رہن رکھنے کو کہا تھا دوسرا پچاس روپے بتاتا ہے تو معیر کا قول معتبر ہے یعنی قسم کے ساتھ۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۷: مستعیر مفلس ہوگیا[5] اور اسی حالتِ افلاس ہی میں مرگیا تو عاریت کی چیز جو مرتہن کے پاس رہن ہے وہ بدستور رہن ہے اگر مرتہن یہ چاہے کہ اُسے بیچ دیا جائے تو جب تک معیر سے رضامندی حاصل نہ کرلی جائے بیچی نہیں جاسکتی کہ

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۴.

2 ......"الهداية"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲ ص ۴۳۴.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۳۵.

4 ......"الهداية"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج ۲ ص ۴۳۴.

5 ......دیوالیہ ہوگیا، نادار ہوگیا۔

وہی مالک ہے اور اگر معیر بیچنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہیں اگر اتنے میں فروخت ہوگی کہ دَین کے لئے پورا ہو جائے تو مرتہن سے اجازت حاصل کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ورنہ مرتہن سے اجازت لینی ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: معیر مفلس ہوگیا اور اسی حالت میں مرگیا اور اُس کے ذمہ دوسروں کا دَین ہے راہن کو حکم دیا جائے گا کہ اپنا دَین ادا کرکے رہن کو چھوڑائے پھر اس رہن سے معیر کا دَین ادا کیا جائے اور اگر راہن بھی مفلس ہے کہ اپنا دَین نہیں ادا کرسکتا تو یہ چیز بدستور رہن رہے گی۔ ہاں اگر ورثۂ معیر یہ چاہیں کہ مرتہن کا دَین ادا کرکے فک رہن کرائیں تو ان کو اختیار ہے۔ معیر کے قرض خواہ ورثۂ معیر سے یہ کہتے ہیں کہ چیز بیع کردی جائے اگر بیچنے سے مرتہن کا دَین ادا ہوسکتا ہے تو بیع کی جائے گی ورنہ بغیر اجازت مرتہن بیع نہیں ہوسکتی ہے جیسا کہ خود معیر کی زندگی میں بغیر مرتہن کی رضامندی کے بیع نہیں ہوسکتی تھی اور اگر بیچنے کی صورت میں مرتہن کا دَین ادا ہوکر کچھ بچ رہے گا مگر اتنا نہیں بچے گا کہ معیر کے قرض خواہوں کا پورا پورا دَین ادا ہوجائے تو اس صورت میں ان قرض خواہوں کی اجازت سے بیع کی جائے بغیر اجازت بیع نہیں ہوسکتی اور ان کا بھی پورا دَین ادا ہوتا ہو تو اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔[2]

رہن میں جنایت کا بیان

جنایت کی کئی صورتیں ہیں۔ مرتہن مرہون پر جنایت کرے یعنی اُس کو نقصان پہنچائے یا تلف[3] کردے یا راہن مرہون پر جنایت کرے یا شے مرہون راہن پر یا مرتہن پر جنایت کرے۔ مرہون جنایت کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لونڈی یا غلام ہے اور وہ راہن یا مرتہن کے جان یا مال میں نقصان پہنچائے یا ہلاک کرے اس کو ہم بیان کرنا نہیں چاہتے صرف راہن یا مرتہن کی جنایت کو مختصر طور پر بتانا چاہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: راہن نے مرہون پر جنایت کی یعنی اُس کو تلف کردیا یا اُس میں نقصان پہنچایا اس کا وہی حکم ہے جو اجنبی کی جنایت کا ہے یعنی اس کو تاوان دینا ہوگا یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ تو خود ہی مرہون کا مالک ہے اُس پر تاوان کیسا، کیونکہ مرہون کے ساتھ مرتہن کا حق متعلق ہے اور یہ تاوان مرتہن کے پاس مرہون رہے گا اور اگر اسی جنس کا ہے جس جنس کا دَین ہے اور دَین کی میعاد نہ ہو تو اپنا دَین اس سے وصول کرے گا۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن... إلخ، ج۱۰، ص۱۳۶.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۳۶، ۱۳۷.

3 ...... ضائع۔

4 ...... "الھدایة"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن... إلخ، ج۲، ص٤٣٤ وغیرھا.

مسئلہ۲: مرتہن نے رہن پر جنایت کی اس کا بھی ضمان ہے اور یہ ضمان اگر جنس دَین [1] سے ہے اور میعاد پوری ہوچکی ہے تو بقدرِ ضمان [2] دَین ساقط ہوجائے گا اور اس میں سے کچھ بچا تو راہن کو واپس کرے کہ اس کی مِلک کا معاوضہ ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ۳: مرہون چیز میں اگر نرخ [4] کم ہوجانے سے نقصان پیدا ہو تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس کمی کا لحاظ نہیں ہوگا اور اس کے اجزا میں کمی ہوئی تو اس کا اعتبار ہوگا لہٰذا ایک چیز جس کی قیمت سو۱۰۰ روپے تھی سو۱۰۰ روپے میں رہن رکھی اور اب اس کی قیمت پچاس روپے رہ گئی کہ نرخ سستا ہوگیا اور فرض کرو کسی نے اس کو ہلاک کردیا تو پچاس روپے تاوان لیا جائے گا کہ اس وقت یہی اُس کی قیمت ہے تو مرتہن کو صرف یہی پچاس روپے ملیں گے اور راہن سے بقیہ رقم وصول نہیں کرسکتا اور اگر راہن کے کہنے سے مرتہن اس کو پچاس میں بیچے تو بقیہ پچاس روپے راہن سے وصول کرے گا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ۴: جانور مرہون ہے اُس نے مرتہن کو یا اس کے مال کو ہلاک کردیا اس کا کچھ اعتبار نہیں یہ ویسا ہی ہے جیسے آفت سماویہ [6] سے ہلاک ہو۔[7] (درمختار)

مسئلہ۵: راہن یا مرتہن کے مرنے سے رہن باطل نہیں ہوتا بلکہ دونوں مرجائیں جب بھی باطل نہیں ہوگا بلکہ ورثہ یا وصی اُس مرے ہوئے کے قائم مقام ہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ۶: مرتہن اگر چاہے تو خود ہی تنہا فسخ رہن کرسکتا ہے اور راہن فسخ رہن نہیں کرسکتا جب تک مرتہن راضی نہ ہو لہٰذا مرتہن نے فسخ رہن کردیا اور راہن راضی نہ ہوا اور اس کے بعد مرہون ہلاک ہوگیا تو دَین ساقط نہ ہوا کہ رہن فسخ ہوچکا ہے اور اس کے عکس میں یعنی راہن نے فسخ کردیا اور مرتہن راضی نہیں اور چیز ہلاک ہوگئی تو دَین ساقط کہ رہن فسخ نہیں ہوا۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ...... قرض کی قسم۔ 2 ...... تاوان کے برابر۔

3 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ٢، ص ٤٣٤، ٤٣٥.

4 ...... قیمت، دام۔

5 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ٢، ص ٤٣٥، ٤٣٦.

6 ...... قدرتی آفت مثلاً ڈوب جانا، آگ میں جلنا وغیرہ۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ١٠، ص ١٤٢.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ١٠، ص ١٤٢.

پہلی صورت میں دَین ساقط نہ ہونا اس وقت ہے کہ مرتہن کے ضمان سے نکل چکی ہو، ورنہ صرف رہن فسخ ہونے سے ضمان سے خارج نہیں ہوتی جب تک راہن کو واپس نہ دیدے۔

متفرقات

مسئلہ ۱: دس۱۰ روپے میں بکری رہن رکھی اور یہ بکری بھی دس۱۰ روپے قیمت کی ہے پھر یہ بکری بلا ذبح کیے مرگئی اور اُس کی کھال ایسی چیز سے دباغت کی[1] جس کی کوئی قیمت نہیں اور رہن کے دن کھال کی ایک روپیہ قیمت تھی تو ایک روپیہ میں رہن ہے اور دو روپے تھی تو دو میں رہن ہے اور بیع میں یہ بات نہیں یعنی بکری مبیع ہوتی اور قبل قبضہ مرجاتی تو کھال پکا لینے کے بعد بھی اس کی بیع صحیح نہیں رہتی۔[2] (ہدایہ) اور اگر بکری کی قیمت دَین سے زیادہ ہے مثلاً بیس۲۰ روپے قیمت کی ہے تو کھال آٹھ آنے میں رہن ہے اور اگر قیمت کم ہے مثلاً دَین دس۱۰ روپے ہے اور بکری پانچ ہی کی ہے تو کھال چھ روپے میں رہن ہے مگر کھال تلف ہوجائے تو چونکہ وہ ایک روپیہ کی ہے ایک ساقط ہوگا اور پانچ روپے راہن سے وصول کرے گا اور اگر کھال کو ایسی چیز سے پکایا ہے جس کی کوئی قیمت ہے تو مرتہن کو اس کھال کے روکنے کا حق حاصل ہے کہ جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوئی ہے اُسے جب تک وصول نہ کرلے راہن کو دینے سے انکار کرسکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مرہون میں جو کچھ زیادتی ہوئی مثلاً جانور رہن تھا اس کے بچہ پیدا ہوا بھیڑ، دُنبہ کی اُون، درخت کے پھل، جانور کا دودھ یہ سب چیزیں راہن کی مِلک ہیں اور یہ چیزیں بھی رہن میں داخل ہیں یعنی جب تک دَین ادا نہ کرلے راہن ان چیزوں کو مرتہن سے نہیں لے سکتا پھر یہ چیزیں فکِ رہن تک[4] باقی رہ جائیں تو دَین کو اصل اور اس زیادتی کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا اور یہ چیزیں پہلے ہی ہلاک ہوجائیں تو ان کے مقابل میں دَین ساقط نہیں ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مرہون کے منافع مثلاً مکان مرہون کی اُجرت یہ بھی راہن کی ہیں اور یہ رہن میں داخل نہیں اگر ہلاک ہوجائے تو اس کے مقابل میں دَین کا کوئی جز ساقط نہیں ہوگا۔[6] (درمختار)

---

1 ......یعنی صاف کرکے کسی رنگ سے رنگی۔

2 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج۲، ص ۴۳۹.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، فصل في مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۴.

4 ......رہن کے آزاد ہونے تک۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، فصل في مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۵.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، فصل في مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۵.

مسئلہ ۴: مرہون سے جو چیزیں پیدا ہوئیں مثلاً بچہ، دودھ، پھل وغیرہ یہ اگرچہ رہن میں داخل ہیں مگر فک رہن سے قبل ہلاک ہو جائیں تو دَین کا[1] کوئی حصہ اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا۔ اور اگر خود رہن ہلاک ہوگیا مگر یہ پیداوار باقی ہے تو اس کے مقابل جتنا حصہ دَین پڑے اس کو ادا کرکے راہن اس کو حاصل کرسکتا ہے مفت نہیں لے سکتا یعنی اصل رہن کی جو کچھ قیمت رہن رکھنے کے دن تھی اور اس کی جو قیمت فک رہن کے دن ہے دونوں پر دَین کو تقسیم کیا جائے اصل کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ ساقط اور اس کے مقابل میں جتنا حصہ ہوا دا کرکے فک رہن کرالے مثلاً دس روپے دَین ہیں اور مرہون بھی دس روپے کی چیز ہے اور اُس کا بچہ پانچ روپے کا ہے اور مرہون ہلاک ہوگیا تو دو تہائی دَین ساقط ہوگیا ایک تہائی باقی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: راہن نے مرتہن کو زوائد کے کھالینے کی اجازت دے دی مثلاً کہہ دیا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لینا تمہارے لئے حلال ہے یا درخت کے پھل کھالینا مرتہن نے کھالئے اس صورت میں مرتہن پر ضمان نہیں کہ مالک کی اجازت سے چیز کھائی ہے اور دَین بھی اس کے مقابل میں کچھ ساقط نہیں اور اس صورت میں کہ مرتہن نے زوائد کو کھالیا اور راہن نے فکِ رہن نہیں کرایا اور یہ رہن ہلاک ہوگیا تو دَین کو اصل رہن اور ان زوائد پر تقسیم کیا جائے گا جو کچھ اصل کے مقابل ہے وہ ساقط اور جو کچھ زوائد کے مقابل ہے راہن سے وصول کرے کہ اس کے حکم سے اس کا کھانا گویا خود اُسی کا کھالینا ہے لہٰذا راہن معاوضہ دے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: باغ رہن رکھا اور مرتہن نے قبضہ کرلیا پھر راہن کو دے دیا کہ درختوں کو پانی دے اور باغ کی نگہداشت[4] کرے اس سے رہن باطل نہیں ہوا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: باغ رہن رکھا اور مرتہن کو پھل کھانے کی اجازت دے دی اسکے بعد راہن نے باجازت مرتہن باغ کو بیع کردیا[6] اس صورت میں باغ کی جگہ پر اُس کا ثمن رہن ہے اور باغ میں پھل اگر بیع کے بعد پیدا ہوئے تو مشتری

---

1 ......قرض کا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن،فصل فی مسائل متفرقة،ج ١٠،ص ١٤٥،١٤٦.

3 ......"الهداية"، کتاب الرهن،باب التصرف فی الرهن والجناية،ج ٢،ص ٤٣٩،٤٤٠.

4 ......دیکھ بھال،حفاظت۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن،باب التصرف فی الرهن ... إلخ،فصل فی مسائل متفرقة،ج ١٠،ص ١٤٨.

6 ......یعنی باغ کو بیچا۔

کے ہیں یعنی جبکہ راہن نے دَین ادا کردیا ہو اور اگر ادا نہ کیا ہو تو جس طرح باغ کا ثمن رہن ہے یہ پھل بھی رہن ہیں یعنی اس صورت میں مرتہن پھل کو نہیں کھا سکتا کہ راہن نے اگرچہ پھل کھانے کی اجازت دے دی تھی مگر باغ کو جب بیچ کرڈالا تو اباحت جاتی رہی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: زمین رہن رکھی اور مرتہن کے لئے اُس کے منافع کو مباح کردے مرتہن نے زمین میں کاشت کی اس صورت میں مرتہن کے ذمہ کاشت کے مقابل میں کچھ دینا نہیں اور بغیر اجازت راہن مرتہن نے کاشت کی ہو تو زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا اُس کا ضمان دینا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: زمین رہن رکھی راہن نے باجازت مرتہن اُس میں کاشت کی یا درخت لگائے اس سے رہن باطل نہیں ہوا مرتہن جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور راہن کے قبضہ میں جب تک چیز ہے مرتہن کے ضمان میں نہیں یعنی ہلاک ہونے سے دَین ساقط نہیں ہوگا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مرہون چیز پر استحقاق ہوا یعنی کسی شخص نے اپنی مِلک ثابت کر کے چیز لے لی مرتہن راہن کو اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ اُس کی جگہ پر دوسری چیز رہن رکھے اور اگر مرہون کے جز میں استحقاق ہوا[4] تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ جزو شائع کا استحقاق ہو مثلاً نصف یا ربع تو استحقاق کے بعد جو حصہ باقی ہے اُس میں بھی رہن باطل ہے اور اتنا ہی حصہ پورے دَین کے مقابل میں مرہون رہے مگر یہ چیز ہلاک ہو جائے تو اگرچہ پورے دَین کی قیمت کی برابر ہو پورا دَین ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ دَین کا اتنا ہی جز ساقط ہوگا جو اس کے مقابل میں پڑے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مکان کرایہ پر دیا پھر اُسی مکان کو کرایہ دار کے پاس رہن رکھا یہ رہن صحیح ہے اور اجارہ باطل ہوگیا یعنی جبکہ رہن کے لئے مرتہن کا قبضۂ جدید ہو کیونکہ پہلا قبضہ اس قبضہ کے قائم مقام نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: رہن میں زیادتی جائز ہے یعنی مثلاً کسی نے قرض لیا اور اس کے پاس ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن ... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۸.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن...إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۸.

4 ...... یعنی گروی رکھی ہوئی چیز میں کسی کا حق ثابت ہوا۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن ... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۸، ۱۴۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الرھن، باب التصرف فی الرھن...إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۴۹.

راہن نے دوسری چیز بھی اسی قرض کے مقابل میں رہن رکھی یہ دونوں چیزیں رہن ہوگئیں یعنی جب تک قرض ادا نہ کرے دونوں میں سے کسی کو نہیں لے سکتا۔ اور ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی تو اگرچہ اس کی قیمت دَین کے برابر ہو پورا دَین ساقط نہیں ہوگا بلکہ دَین کو دونوں پر تقسیم کیا جائے جتنا اس کے مقابل ہو صرف وہی ساقط ہوگا اور یہ دوسری چیز جو بعد میں رہن رکھی قبضہ کے دن جو اس کی قیمت تھی اس کا اعتبار ہوگا جس طرح پہلی کی قیمت میں بھی قبضہ ہی کے دن کا اعتبار تھا یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں انہیں قیمتوں پر دَین کی تقسیم ہوگی مثلاً ہزار روپے قرض لئے اور ایک چیز رہن رکھی جس کی قیمت ہزار روپے ہے پھر دوسری چیز رہن رکھی جس کی قیمت پانسو روپے ہے اور ایک ہلاک ہوگئی تو دَین کے تین حصے کئے جائیں دو حصے پہلی کے مقابل میں اور ایک حصہ دوسری کے مقابل میں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: دَین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی پھر دَین کا کچھ حصہ ادا کر دیا کچھ باقی ہے اب رہن میں زیادتی کی یعنی دوسری چیز بھی رہن رکھ دی اس زیادتی کا تعلق پورے دَین سے نہیں بلکہ جو باقی ہے اُسی سے ہے یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں دَین کے صرف اتنے ہی حصہ کو دونوں پر تقسیم کریں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دَین میں زیادتی ناجائز ہے یعنی دَین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن یہ چاہے کہ پھر قرض لوں اور اس قرض کے مقابل میں بھی وہی چیز رہن رہے یہ نہیں ہوسکتا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی تو دوسرے دَین پر اس کا اثر نہیں پڑے گا یہ ساقط نہیں ہوگا اور پہلا دَین ادا کر دیا دوسرا باقی ہے تو مرتہن اُس چیز کو روک نہیں سکتا کہ دوسرے دَین سے رہن کو تعلق نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: ہزار روپے میں دو غلام رہن رکھے پھر مرتہن سے کہا کہ مجھے ایک کی ضرورت ہے واپس دے دو اُس نے ایک غلام واپس کر دیا یہ دوسرا جو باقی ہے پانسو کے مقابل میں[4] رہن ہے یعنی اگر ہلاک ہو تو صرف پانسو ساقط ہوں گے اگرچہ اس کی قیمت ایک ہزار ہو مگر راہن اُس وقت فکِ رہن کرا سکتا ہے[5] جب پورے ہزار ادا کر دے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: ہزار روپے کے مقابل میں غلام کو رہن رکھا اس کے بعد راہن نے مرتہن کو ایک دوسرا غلام دیا کہ

---

1 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج٢، ص ٤٤٠.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب السادس في الزيادة في الرهن... إلخ، ج٥، ص٤٥٩.

3 ......"الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج ٢، ص ٤٤٠.

4 ......یعنی پانچ سو کے بدلے میں۔ 5 ......یعنی رہن واپس لے سکتا ہے۔

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، فصل في مسائل متفرقة، ج ١٠، ص ١٥٠.

اُس کی جگہ پر اسے رہن رکھ لو جب تک مرتہن پہلے غلام کو واپس نہ دے دے وہ رہن سے خارج نہیں ہوگا اور دوسرا غلام مرتہن کے پاس بطور امانت ہے جب پہلا غلام واپس کر دے اب یہ دوسرا غلام رہن ہو جائے گا اور مرتہن کے ضمان میں آجائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مرتہن نے راہن سے دَین معاف کردیا، یا ہبہ کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں کیا ہے اور مرہون ہلاک ہوگیا تو مرتہن سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر راہن نے مرتہن سے معافی یا ہبہ کے بعد مرہون کو مانگا اور اس نے نہیں دیا اس کے بعد ہلاک ہوا تو مرتہن کے ذمہ تاوان ہے کہ روکنے سے غاصب ہوگیا اور اگر مرتہن نے دَین وصول پایا راہن نے اُسے دیا ہو یا کسی دوسرے نے بطور تبرع[2] دَین ادا کردیا یا مرتہن نے راہن سے دَین کے عوض میں کوئی چیز خرید لی یا راہن سے کسی چیز پر مصالحت کی یا راہن نے دَین کا کسی دوسرے شخص پر حوالہ کردیا اور ان صورتوں میں مرہون مرتہن کے پاس ہلاک ہوگیا تو دَین کے مقابل میں ہلاک ہوگا یعنی دَین ساقط ہوجائے گا اور جو کچھ راہن نے متبرع[3] سے وصول پایا ہے اُسے واپس کرے اور حوالہ والی صورت میں حوالہ باطل ہوگیا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۸: یہ سمجھ کر کہ فلاں کا میرے ذمہ دَین ہے ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن و مرتہن نے اس پر اتفاق کیا کہ دین تھا ہی نہیں اور مرہون ہلاک ہوگیا تو دَین کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی مرتہن راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل ہلاک ہوا یعنی مرتہن راہن کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل میں رہن رکھا گیا۔[5] (ہدایہ) اور بعض آئمہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اُس صورت میں ہے کہ مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد دونوں نے دَین نہ ہونے پر اتفاق کیا ہو اور اگر اتفاق کرنے کے بعد ہلاک ہو تو ضمان نہیں کہ اب وہ چیز مرتہن کے پاس امانت ہے مگر صاحب ہدایہ کے نزدیک دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔[6]

مسئلہ ۱۹: عورت کے پاس شوہر نے مَہر کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر عورت نے مَہر معاف کردیا، یا شوہر کو

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۵۰.
2. ......بطور احسان۔
3. ......احسان کرنے والے۔
4. ......"الهداية"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج۲، ص٤٤١.
و"الدرالمختار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۵۰، ۱۵۱.
5. ......"الهداية"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، ج۲، ص٤٤١.
6. ......"ردالمحتار"، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... إلخ، فصل فی مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۵۲.

ہبہ کردیا یا مَہر کے مقابل میں شوہر سے خلع کرایا، ان سب کے بعد وہ مرہون چیز عورت کے پاس ہلاک ہوگئی تو اس کے مقابل میں عورت سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰: ایک شخص نے دوسرے کا مَہر بطور تبرع ادا کردیا پھر شوہر نے عورت کو قبل دخول طلاق دے دی تو وہ شخص عورت سے نصف مَہر واپس لے سکتا ہے کیونکہ دخول سے قبل طلاق ہونے میں عورت آدھے مَہر کی مستحق ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے کوئی چیز خریدی دوسرے نے بطور تبرع اُس کا ثمن بائع کو دے دیا پھر مشتری نے عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کردیا تو ثمن اس کو ملے گا جس نے دیا ہے مشتری کو نہیں ملے گا۔[2] (زیلعی)

مسئلہ ۲۱: رہن فاسد کے وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں یعنی مثلاً راہن نے عقد رہن کو توڑ دیا اور یہ چاہے کہ مرہون کو واپس لے لے تو جب تک وہ چیز ادا نہ کردے جس کے مقابل میں رہن رکھا ہے مرہون کو واپس نہیں لے سکتا یا راہن مرگیا اور اس کے ذمہ دوسروں کے بھی دَین ہیں وہ لوگ یہ چاہیں کہ مرہون سے ہم بھی بحصّہ رسد[3] وصول کریں ایسا نہیں کرسکتے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مرہون چیز مال ہو اور جس کے مقابل میں رہن رکھا ہو وہ مضمون ہو یعنی اس کا ضمان واجب ہو مگر جواز رہن کے شرائط میں کوئی شرط معدوم ہو مثلاً مشاع کو رہن رکھا اس صورت میں رہن فاسد ہے اور اگر مرہون مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا ہو اس کا ضمان واجب نہ ہوتا ہو تو یہ رہن باطل ہے رہن باطل میں مرہون ہلاک ہوجائے تو وہ امانت تھی جو ضائع ہوگئی اُس کا کچھ معاوضہ راہن کو نہیں ملے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: غلام خریدا اور اس پر قبضہ بھی کرلیا اور ثمن کے مقابل میں بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی اور یہ چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام نہ تھا بلکہ حر[6] تھا یا بائع کا نہ تھا کسی اور کا تھا جس نے لے لیا تو مرتہن کو ضمان دینا ہوگا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج۲، ص ٤٤١.

2 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، ج۷، ص ۲۰٦.

3 ...... یعنی جتنا حصے میں آئے۔

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... إلخ، فصل في مسائل متفرقة، ج۱۰، ص۱۵۲.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۵۳.

6 ...... آزاد۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثالث في هلاك المرهون بضمان... إلخ، ج٥، ص ٤٥۲.

مسئلہ ۲۴: بیع سلم میں مسلم فیہ [1] کے مقابل میں رب السلم [2] کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس کے بعد دونوں نے بیع سلم کو فسخ کردیا تو اب یہ چیز راس المال [3] کے مقابل میں رہن ہے یعنی رب السلم جب تک راس المال وصول نہ کرلے اس چیز کو روک سکتا ہے مگر یہ مرہون [4] اگر ہلاک ہوجائے تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا متصور ہوگا کہ حقیقۃً اُسی کے مقابل میں رہن ہے۔ یوہیں اگر بیع میں ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر بیع کا اقالہ ہوا تو جب تک مبیع [5] بائع [6] کو واپس نہ ملے رہن کو روک سکتا ہے مگر مرہون ہلاک ہوجائے تو ثمن کے مقابل میں ہلاک متصور ہوگا۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ کچھ روپے تھے مدیون [8] نے دائن [9] کے دو کپڑے یہ کہہ کر دیے کہ اپنے روپے کے عوض [10] ان میں سے ایک کپڑا لے لو اُس نے دونوں رکھ لئے اور دونوں ضائع ہوگئے تو مدیون کے کپڑے ضائع ہوئے دائن کا دَین [11] بدستور باقی ہے جب تک وہ ایک کو اپنے روپے کے عوض متعین نہ کرلے یہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص پر دوسرے کے بیس۲۰ روپے باقی ہیں مدیون نے اُسے سو۱۰۰ روپے دیے کہ ان میں سے اپنے بیس۲۰ لے لو اُس نے کُل رکھ لئے ان میں سے اپنے بیس۲۰ نہیں نکالے اور کُل روپے ضائع ہوگئے تو مدیون کے ضائع ہوئے دائن کا دَین بدستور باقی ہے اور اگر کپڑے دیتے وقت یہ کہے کہ ان میں سے ایک کو اپنے دَین کے مقابل میں رہن رکھ لو اور اُس نے دونوں رکھ لئے پھر دونوں ضائع ہوگئے اور دونوں ایک قیمت کے ہوں تو ہر ایک کی نصف قیمت دَین کے مقابل میں ہوگی۔ [12] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس دَین کے مقابل میں [13] چیز رہن ہے جب تک وہ پورا وصول نہ ہوجائے مرتہن [14] مرہون کو روک سکتا ہے اور مرتہن کے اگر دیگر دیون [15] بھی راہن کے ذمہ ہوں رہن سے پہلے ہوں یا بعد کے مگر ان کے مقابل میں یہ چیز رہن نہ ہو تو ان کے وصول کرنے کے لئے رہن کو روک نہیں سکتا۔ [16] (عالمگیری)

---

1 ...... مبیع۔ 2 ...... خریدار۔ 3 ...... ثمن۔

4 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔ 5 ...... بیچی گئی چیز۔ 6 ...... بیچنے والے۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثالث في هلاك المرهون بضمان ... إلخ، ج٥، ص٤٥٠.

8 ...... مقروض۔ 9 ...... اپنا قرض طلب کرنے والا۔

10 ...... یعنی اپنے روپے کے بدلے میں۔ 11 ...... قرض۔

12 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثالث في هلاك المرهون بضمان ... إلخ، ج٥، ص٤٥٠.

13 ...... یعنی قرض کے بدلے میں۔ 14 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی ہے۔ 15 ...... قرضے۔

16 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الرهن، الباب الثالث في هلاك المرهون بضمان ... إلخ، ج٥، ص٤٤٨.

جنایات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰىؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰىؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۷۸) وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۷۹) ﴾[1] (پ۲،ع۶)

''اے ایمان والو! قصاص یعنی جوناحق قتل کیے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کردے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے، اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عقل والو تاکہ تم بچو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۴۵) ﴾[2]

''اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ پھر جو معاف کردے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کیے پر حکم نہ کرے[3] وہی لوگ ظالم ہیں۔''

امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت نہ تھی تو اللہ تعالٰی نے اس امت کے لیے فرمایا ﴿ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰىؕ ﴾ (الآیہ) ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں، عفو[4] یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔[5]

اور فرماتا ہے:

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۷۸، ۱۷۹.

2 ...... پ۶، المائدۃ: ۴۵.

3 ...... یعنی فیصلہ نہ کرے۔

4 ...... یعنی معاف کرنا۔

5 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الدیات، باب من قتل له قتیل... إلخ، الحدیث: ۶۸۸۱، ج۴، ص۳۶۲.

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًاؕ﴾ [1] (پ۶،ع۹)

''اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـٴًـاۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـٴًـا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّصَّدَّقُوْاؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ٘ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝۹۲ وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝۹۳﴾ [2] (پ۵،ع۱۰)

''اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جو نہ پائے وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔''

حدیث ۱: امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان مرد کا جو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ نفس بدلے میں نفس کے[1] اور ثیب زانی[2] [3] اور اپنے مذہب[3] سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے'' (مرتد ہو جائے یا باغی ہو جائے)۔ [4]

حدیث ۲: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

---

1 ...... پ ٦، المائدة: ٣٢. 2 ...... پ ٥، النساء: ٩٢۔٩٣.

3 ...... یعنی شادی شدہ زانی۔

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ...الخ﴾، الحديث: ٦٨٧٨، ج ٤، ص ٣٦١.

نے فرمایا کہ ''مسلمان اپنے دین کی سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کرلے۔'' (1)

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔'' (2)

حدیث ۴: امام بخاری اپنی صحیح میں عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما (3) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔'' (4)

حدیث ۵و۶: امام ترمذی اور نسائی عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما (5) سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''بے شک دنیا کا زوال اللہ (عزوجل) پر آسان ہے۔ ایک مرد مسلم کے قتل سے''۔ (6)

حدیث ۷و۸: امام ترمذی ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین والے ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہوجائیں تو سب کو اللہ تعالٰی جہنم میں اوندھا کرکے ڈال دے گا۔ (7)

حدیث ۹: امام مالک نے سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پانچ یا سات نفر کو (8) ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کردیا اور فرمایا کہ اگر صنعاء (9) کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کردیتا۔ (10) امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے۔ (11)

---

(1) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا... إلخ﴾، الحديث: ٦٨٦٢، ج٤، ص٣٥٦.

(2) ...... المرجع السابق، الحديث: ٦٨٦٤، ج٤، ص٣٥٧.

(3) ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "عبداللّٰہ بن عمر" رضی اللہ تعالٰی عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "بخاری شریف" اور دیگر کتبِ حدیث میں "عبداللّٰہ بن عَمْرو" رضی اللہ تعالٰی عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیه

(4) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجزية والموادعة، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم، الحديث: ٣١٦٦، ج٢، ص٣٦٥.

(5) ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "عبداللّٰہ بن عمر" رضی اللہ تعالٰی عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "جامع ترمذی اور سنن نسائی" میں "عبداللّٰہ بن عَمْرو" رضی اللہ تعالٰی عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیه

(6) ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في تشديد قتل المؤمن، الحديث: ١٤٠٠، ج٣، ص٩٩.

(7) ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب الحكم في الدماء، الحديث: ١٤٠٣، ج٣، ص١٠٠.

(8) ...... یعنی آدمیوں کو۔ (9) ...... یمن کا دار الحکومت۔

(10) ...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب العقول، باب ماجاء في الغيلة والسحر، الحديث: ١٦٧١، ج٢، ص٣٧٧.

(11) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب إذا اصاب قوم من رجل... إلخ، الحديث: ٦٨٩٦، ج٤، ص٣٦٧.

حدیث ۱۰: دار قطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "جب ایک مرد دوسرے کو پکڑلے اور کوئی اور آ کر قتل کردے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔"[1]

حدیث ۱۱: امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شریح کعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا پھر تم نے اے قبیلۂ خزاعہ[2] ہذیل[3] کے آدمی کو قتل کردیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھر والے دو چیزوں میں سے ایک اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خون بہا لیں۔[4]

حدیث ۱۲: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضرت ربیع نے جو انس بن مالک کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلّم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس کے چچا انس بن النضر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلّم)، قسم اللہ کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "اے انس! اللہ کا حکم قصاص کا ہے"، اس کے بعد وہ لوگ راضی ہوگئے اور انہوں نے دیت قبول کرلی، رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ " اللہ (عزوجل) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالٰی ان کی قسم کو پورا کردیتا ہے۔"[5]

حدیث ۱۳: امام بخاری اپنی صحیح میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ[6] سے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ (عزوجل) نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے"۔ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔[7]

حدیث ۱۴: ابوداود و نسائی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ

---

1. ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحدود والديات... إلخ، الحديث: ۳۲۴۳، ج۳، ص۱۶۷.
2. ...... عرب کا ایک قبیلہ۔
3. ...... كذا في المشكوة كتاب القصاص ۱۲.
4. ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل... إلخ، الحديث: ۱۴۱۱، ج۳، ص۱۰۳.
5. ...... "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله (والجروح قصاص)، الحديث: ۴۶۱۱، ج۳، ص۲۱۵.
6. ...... بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "ابو حنیفہ" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "بخاری شریف" اور دیگر کتب حدیث میں "حضرت ابو جُحَیْفَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ" ہی مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیہ
7. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب لايقتل المسلم بالكافر، الحديث: ۶۹۱۵، ج۴، ص۳۷۴.

رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "مسلمانوں کے خون برابر ہیں اوران کے ادنی کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دور والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔[1]

حدیث ۱۵: ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ حدیں مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔[2]

حدیث ۱۶: ترمذی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے[3] یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔

حدیث ۱۷: ابوداود و نسائی ابورمثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) نے فرمایا، خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کرسکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کرسکتے ہو۔[4] (بلکہ جو جنایت کرے گا وہی ماخوذ ہوگا)

حدیث ۱۸: امام ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابوامامہ بن سہل بن حُنَیف رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے مگر تین وجہوں سے۔ ① احصان کے بعد[5] زنا سے یا ② اسلام کے بعد کفر سے یا ③ کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کردینے سے، انہیں وجوہ سے قتل کیا جائے گا۔ قسم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔[6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب إيقاد المسلم بالكافر، الحديث: ٤٥٣٠، ٤٥٣١، ج٤، ص٢٣٨، ٢٣٩.

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه... إلخ، الحديث: ١٤٠٦، ج٣، ص١٠١.

3 ...... المرجع السابق، الحديث: ١٤٠٤، ج٣، ص١٠٠.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب لا يؤخذ أحد بجريرة أخيه أو أبيه، الحديث: ٤٤٩٥، ج٤، ص٢٢٣.

5 ...... یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد۔

6 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا يحل دم إمرئ مسلم... إلخ، الحديث: ٢١٦٥، ج٤، ص٦٤.

حدیث ۱۹: ابوداود حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مومن تیز رو[1] اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کرلے اور جب حرام خون کرلیتا ہے تو اب وہ تھک جاتا ہے[2]۔''[3]

حدیث ۲۰: ابوداود انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''امید ہے کہ گناہ کو اللہ بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو مشرک ہی مرجائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصداً[4] ناحق قتل کیا۔''[5] (اس کی تاویل آگے آئے گی)

حدیث ۲۱: امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے ناحق جان بوجھ کر قتل کیا وہ اولیائے مقتول کو دے دیا جائے گا پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔''[6]

حدیث ۲۲: دارمی ابن شریح خزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو اس بات کے ساتھ مبتلا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہوگیا یا زخمی ہوگیا تو تین چیز میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''[7]

حدیث ۲۳: ابوداود جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔''[8]

حدیث ۲۴: امام ترمذی و ابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کردے (معاف کردے) تو اللہ

---

1 ...... یعنی مومن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

2 ...... یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے اسی کو تھک جانے سے تعبیر فرمایا۔

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفتن والملاحم، باب في تعظيم قتل المؤمن، الحديث: ۴۲۷۰، ج۴، ص۱۳۹.

4 ...... یعنی جان بوجھ کر۔

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفتن... إلخ، باب في تعظيم قتل المؤمن، الحديث: ۴۲۷۰، ج۴، ص۱۳۹.

6 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل، الحديث: ۱۳۹۲، ج۳، ص۹۵.

7 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الديات، باب الدية في قتل العمد، الحديث: ۲۳۵۱، ج۲، ص۲۴۷.

8 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب من يقتل بعد أخذ الدية، الحديث: ۴۵۰۷، ج۴، ص۲۲۹.

(عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔[1]

حدیث ۲۵: امام بخاری اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم)! کون سا گناہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ ''اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا'' عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا: ''پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔'' کہا۔ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: ''پھر یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پس اللہ (عزوجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:[2]

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾[3] (پ ۱۹، ع ۴)

''اور وہ جو اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی اور کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جسے اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ناحق قتل نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند در چند عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔[4] اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ (عزوجل) ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ (عزوجل) مغفرت والا رحم والا ہے۔''

حدیث ۲۶: امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نقبا[5] سے ہوں جنہوں نے (لیلۃ العقبہ[6] میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عزوجل) نے حرام فرمایا اور لوٹ نہ کریں گے اور خدا (تعالٰی) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت

---

1. ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في العفو، الحديث: ۱۳۹۸، ج ۳، ص ۹۷.
2. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات باب قول الله تعالى ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمداً... إلخ﴾، الحديث: ۶۸۶۱، ج ۴، ص ۳۵۶.
3. ...... پ ۱۹، الفرقان: ۶۸۔ ۷۰.
4. ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "یوم القیمۃ" کا ترجمہ "قیامت کے دن" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیہ
5. ...... قوم کے سرداروں۔
6. ...... عقبہ سے مراد وہ مقام ہے جو منیٰ کے اطراف میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کے دستِ اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی شامل تھے۔

دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عزوجل) کی طرف ہے۔[1]

حدیث ۲۷: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ حرم[۱] میں الحاد کرنے والا اور اسلام[۲] میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور کسی[۳] مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اسے بہائے۔[2]

حدیث ۲۸: امام ابو جعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "قصاص میں قتل تلوار ہی سے ہوگا۔"[3]

مسائل فقہیّہ

یہاں جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس سے جان یا اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے اس کے احکام کا تعلق حکومت سے ہے کہ وہی ان کا نفاذ کرتی ہے یہاں نہ اسلامی حکومت ہے نہ شریعت کے مطابق احکام جاری ہیں لہذا اس کے مسائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہ تھی مگر پھر بھی مسلمانوں کو شرعی احکام معلوم کرنا بے سود نہیں ہے اس لحاظ سے کچھ مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱: قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قائم مقام خطا (۵) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلے سے قصداً قتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی کَھپَچّی[4] میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہے اور تانبا، پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خنجر، تیر، نیزہ، بلم[5] وغیرہ کہ یہ سب آلۂ جارحہ ہیں۔[6] گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔[7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲: قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے۔ کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا:

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ومن احياها﴾، الحديث: ٦٨٧٣، ج٤، ص٣٥٩.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب من طلب دم إمرئ بغير حق، الحديث: ٦٨٨٢، ج٤، ص٣٦٢.

3 ...... "شرح معاني الآثار"، كتاب الجنايات، باب الرجل يقتل رجلا كيف يقتل؟، الحديث: ٤٩١٧، ج٣، ص٨١.

4 ...... بانس کا چرا ہوا ٹکڑا۔ 5 ...... لمبی لاٹھی جس کے سرے پر نوک دار بھال ہوتی ہے، بھالا، برچھا۔

6 ...... یعنی زخمی کرنے والے آلے ہیں۔

7 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، ج٢، ص٤٤٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، ج١٠، ص١٥٥-١٥٧.

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا ﴾ [1] (پ۵، ع۱۰)

"جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتوں [2] رہنا ہے۔"

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے [3] جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ ﴾ [4] (پ۵، ع۴)

"بے شک اللہ (عزوجل) [5] شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشے گا اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے چاہے گا مغفرت فرمادے گا۔"

اور پہلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بحیثیت مومن قتل کرے گا یا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا خلود سے مراد بہت دنوں تک رہنا ہے۔

مسئلہ ۳: قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کردیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کرلیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہوسکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کی برابر یا کم یا زیادہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضرور نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۴: قتلِ عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔ [7] (متون)

مسئلہ ۵: اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کردیا تو کل ہی معاف ہوگیا یعنی اس میں تجزی نہیں ہوسکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ [8] (شلبی)

---

1 ...... پ ٥، النساء: ٩٣.

2 ...... بہار شریعت میں اس مقام پر "خالداً" کا ترجمہ "مدتوں" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کردیا گیا ہے۔... علمیہ

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ١٠، ص ١٥٨.

4 ...... پ ٥، النساء: ٤٨.

5 ...... بہار شریعت میں اس مقام پر "اِنَّ اللّٰهَ" کا ترجمہ "بے شک اللہ (عزوجل)" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کردیا گیا ہے۔... علمیہ

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، ج ١٠، ص ١٥٨.

7 ...... "کنز الدقائق"، کتاب الجنایات، ص ٤٤٨.

8 ...... "حاشیة الشلبي" علی "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، ج ٧، ص ٢١٢.

مسئلہ ۶: قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: شبہ عمد مار ڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری[3] پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔[4] گولی شکار کو نہیں لگی آدمی کو لگی۔ اسی کی یہ صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دونوں صورتوں میں اس کے ذمہ قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگا یہ خطا نہیں ہے بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔[7] (ہدایہ)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، ج ٢، ص ٤٤٣.

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٦١.

3 ...... نشانہ، وہ جگہ جس پر نشانہ بازی کرتے ہیں۔ 4 ...... یعنی اِدھر اُدھر مڑ گیا۔

5 ...... "الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٦١، ١٦٢.

6 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، ج ٢، ص ٤٤٣.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا (ہدایہ)[1] بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف[2] ہو اور اگر مجنوں یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مرگیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مرگیا قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع ہوئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: پانچویں قسم قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسری کی ملک میں کوآں کھودا یا پتھر رکھ دیا یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کوئیں میں گر کر یا پتھر اور لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مرگیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کوآں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرائی مِلک میں کوآں کھودا، یا وہاں پتھر رکھ دیا۔[5] (درمختار)

کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۱: قتل عمد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ جیسے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل مکلف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہوگیا۔ اگر قتل کے لیے ابھی تک حوالہ نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہوجائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قتل کرنے کے لیے دیا جاچکا ہے اس کے بعد مجنون ہوا تو قصاص ساقط نہیں ہوگا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اُس پر دیت واجب ہوگی۔[6] (درمختار)

---

1. ......"الهداية"، كتاب الجنايات، ج ٢، ص ٤٤٣.
2. ......یعنی عاقل، بالغ ہو۔
3. ...... "رد المحتار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٦٤.
4. ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٦٣.
5. ......"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٦٣.
6. ......"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... الخ، ج ١٠، ص ١٦٤.

مسئلہ ۲: جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آجاتا ہے۔ اس نے اگر حالت افاقہ میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قتل کے بعد اسے جنون مطبق ہوگیا تو قصاص ساقط ہوگیا اور جنون مطبق نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے مابین شبہ نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ بیٹا، آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: آزاد کو آزاد کے بدلے میں اور غلام کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو غلام کے بدلے میں اور آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بدلے میں اور عورت کو مرد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مسلم کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی یا مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہوگیا جب بھی قصاص ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کر دیا قصاص نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: عاقل سے مجنون کے بدلے میں اور بالغ سے نابالغ کے بدلے میں اور انکھیارے سے اندھے کے بدلے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لنجھے[5] یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بدلے میں، تندرست سے بیمار کے بدلے میں اور مرد سے عورت کے بدلے میں قصاص لیا جائے گا۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ ماں، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسہ کو قتل کیا اس

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... الخ، ج ١٠، ص ١٦٥.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... " الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً.. إلخ، ج ٦، ص ٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... لنگڑا لولا، ہاتھ پاؤں سے معذور۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيمايوجب القود... الخ، ج ١٠، ص ١٦٨.

و " الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً.. إلخ، ج ٦، ص ٣.

میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصداً قتل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر۔ ایک نے تلوار سے قتل کیا، دوسرے نے لاٹھی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: مولےٰ نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مرگئی اور اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہٰذا قصاص ساقط۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مار ڈالا، اس صورت میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ یہ قتل عمد نہیں بلکہ قتل خطا ہے اور اگر مسلم صف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مواخذہ نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگرچہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مار ڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خنجر یا نیزہ سے یا کسی دوسرے اسلحہ سے قتل کرنا بھی تلوار ہی

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۸، ۱۶۹.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۶۹.

3 ...... المرجع السابق، ص ۱۷۱. 4 ...... المرجع السابق، ص ۱۷۲.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۳.

کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کوئیں میں گرا کر مار ڈالا یا پتھر سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۳: کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مرگیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مرگیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: بعض اولیائے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیا اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض ولی کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مقتول کے بعض اولیا بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو وُرثہ بالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۷: قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی نہیں ہے) قتل کر ڈالا، اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصبہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لئے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہٰذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جبکہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر ڈالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جاسکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، باب مايوجب القصاص ومالايوجبه، ج٢، ص٤٤٥.

و"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيمايوجب القود...إلخ، ج١٠، ص١٧٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً...الخ، ج٦، ص٤.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود...الخ، ج١٠، ص١٧٨.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، باب مايوجب القصاص ومالايوجبه، ج٢، ص٤٤٦.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود...الخ، ج١٠، ص١٧٧.

مسئلہ ۱۸: اولیائے مقتول نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا نہ قتل کیا تو اُنہیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مجروح[2] نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مرگیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مرگیا اب اس کے ورثہ دوسرے شخص پر دعوے کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسموع[3] نہیں ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کردیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کردیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لاعلمی میں کھا پی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اُس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: یہ کہا کہ میں نے اپنی بددعا سے فلاں کو ہلاک کردیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا سورۂ انفال پڑھ کر ہلاک کیا تو اقرار کرنے والے پر قصاص وغیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے قہر یہ پڑھ کر اسے ہلاک کردیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق بھی کچھ منقول نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کسی نے اس کا سر توڑ ڈالا اور خود اس نے بھی اپنا سر توڑا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مرگیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تہائی دیت[8] واجب ہوگی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیا نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج۱۰، ص ۱۷۹.

2 ...... زخمی۔ 3 ...... یعنی قابل سماعت۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج۱۰، ص۱۷۹.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق، ص ۱۸۰.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، مبحث شریف، ج۱۰، ص ۱۸۱.

8 ...... یعنی دیت کا تیسرا حصہ۔

9 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی، فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج٦، ص ٤.

میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو گیا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کئے جائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادوگر کا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مار ڈالا، ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مر جائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مار ڈالا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے کسی کے ہاتھ، پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دیا اور ڈالتے ہی تہ نشین ہو گیا تو اس کے عصبہ سے دیت وصول کی جائے اور اگر کچھ دیر تک تیرتا رہا پھر ڈوب کر مر گیا تو دیت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: گرم تنور میں کسی آدمی کو ڈال دیا اور وہ مر گیا یا آگ میں کسی کو ڈال دیا جس سے نکل نہیں سکتا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں قصاص ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں بعد مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھرنے لگا پھر مر گیا تو قصاص نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے دوسرے کی گردن اڑا دی تو قاتل یہی ہے جس نے گردن ماری۔ اگر اس نے عمداً کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹھ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تہائیاں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح تڑپ رہا ہو تو قاتل

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً... إلخ، ج٦، ص٤.

2 ...... المرجع السابق، ص٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... الخ، ج١٠، ص١٨٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص ١٨٤.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً... إلخ، ج٦، ص٥.

وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمداً کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخمی کیا کہ امید زیست[1] نہ رہی۔ پھر دوسرے نے اسے زخمی کیا تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔اگر دونوں نے ایک ساتھ زخمی کیا تو دونوں قاتل ہیں۔اگرچہ ایک نے دس وار کیے اور دوسرے نے ایک ہی وار کیا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: کسی شخص کا گلا کاٹ دیا۔صرف حلقوم[3] کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کرڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیونکہ اس کا میت میں شمار ہے لہٰذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور مقتول کا بیٹا مرگیا تو بیٹا وارث ہوگا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کرڈالا اس میں بھی قصاص ہے۔اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کسی کو عمداً زخمی کیا گیا کہ وہ صاحب فراش ہوگیا[6] اور اسی میں مرگیا تو قصاص لیا جائے گا۔ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا وہ شخص اچھا ہو کر مرگیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے مرا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کردینا واجب ہے یعنی اس کے شر کو دفع کرنا واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لاٹھی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات

---

1 ......یعنی زندگی کی اُمید۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات،الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ،ج٦،ص٦ .

3 ......گلے میں سانس آنے جانے والی رگ۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات،الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً... إلخ،ج٦،ص٦.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات،فصل فیما یوجب القود...الخ،مبحث شریف،ج١٠،ص١٨٤ .

6 ......یعنی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الجنایات،فصل فیما یوجب القود...الخ،ج١٠،ص١٨٥ .

کسی وقت میں حملہ کیا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۵: مجنون نے کسی پر تلوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳۶: جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مار ڈالا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہے یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷: گھر میں چور گھسا اور مال چرا کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مار ڈالا۔ تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم نہ ہو کہ شور کرنے اور چلانے سے مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کرے گا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۸: مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور وغل کیا مگر وہ بھاگا نہیں یا اس کے مکان میں یا دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے[5] اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا معروف و مشہور ہو۔[6] (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص ایسی چیز نہیں جس کا مالک دوسرے کو بنایا جاسکے اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، باب مايوجب القصاص ومالا يوجبه، فصل، ج۲، ص ٤٤٨.

2 ...... المرجع السابق.

و "الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٨٨.

3 ...... "الهداية"، كتاب الجنايات، باب مايوجب القصاص ومالا يوجبه، فصل، ج۲، ص ٤٤٨، ٤٤٩.

4 ...... المرجع السابق، ص ٤٤٩.

5 ...... یعنی چوری کے لیے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔

6 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... الخ، مبحث شريف، ج ١٠، ص ١٨٩.

7 ...... المرجع السابق، ص ١٩٢.

مسئلہ ۴۰: ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے نہ اب قصاص لیا جاسکتا ہے نہ دیت لی جاسکتی ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار) رہا مواخذہ اخروی،[2] اُس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔[3]

مسئلہ ۴۱: مجروح[4] کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مرگیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہوسکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت کریں[6] یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہوگیا اور معصیت[7] پر اقدام کرنے کا جرم وظلم یہ توبہ سے معاف ہوجائے گا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

اطراف میں قصاص کا بیان

مسئلہ ۱: اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت کی رعایت کی جاسکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ احتمال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہوجائے گی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲: ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاٹا ہے اسی جوڑ سے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ دونوں یکساں

---

1. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود...الخ، مبحث شریف، ج۱۰، ص۱۹۲.
2. ......یعنی آخرت کی پکڑ۔
3. ......"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود...الخ، مبحث شریف، ج۱۰، ص۱۹۲.
4. ......زخمی۔
5. ......"الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود...الخ، ج۱۰، ص۱۷۹.
6. ......صلح کریں۔
7. ......گناہ۔
8. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیمایوجب القود...الخ، مبحث شریف، ج۱۰، ص۱۹۲.
9. ......"الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج۱۰، ص۱۹۵.

قرار پائیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی بلکہ آدھی یا کم وبیش کاٹ دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت [2] ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: پاؤں کاٹا یا ناک کا نرم حصہ کاٹا یا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کاٹنے والی کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کاٹی ہے اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت اور اگر کاٹنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ اخشم ہے جسے بو محسوس نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کان کاٹنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہو، تاکہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کاٹنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کاٹنے والے کے کان میں چھید ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا، تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔[5] (ردالمحتار)

ھـذا ما تیسرلی الی الأن وماتوفیقی الا باللّٰہ وھو حسبی و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر واللّٰہ المسئول ان یوفقنی لعمل اھل السعادۃ و یرزقنی حسن الخاتمۃ علی الکتاب والسنۃ وانا الفقیر الحقیر ابو العلا محمد امجد علی الاعظمی غفرلہ ولوالدیہ واساتذتہٖ ولمحبیہ.

☆☆☆☆☆

---

1 ……"الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج۱۰، ص۱۹۵.

2 ……یعنی برابری۔

3 ……"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج۱۰، ص۱۹۵.

4 ……"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج۱۰، ص۱۹۵، ۱۹۶.

5 ……"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج۱۰، ص۱۹۶.

عرضِ حال

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

حَامِداً لِوَلِیِّهٖ وَ مُصَلِّیًا وَ مُسَلِّمًا عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْن

امّا بعد فقیر پُر تقصیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوطن گھوسی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورت زمانہ نے اِس طرف توجہ دلائی کہ مسائل فقہیہ، صحیحہ ورجیحہ کا ایک مجموعہ اردو زبان میں برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے، اس طرح پر کہ ہمارے عوام بھائی اردوخواں بھی منتفع ہوسکیں، اوراپنی ضروریات میں اس سے کام لیں سکیں۔ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہواور ضروریات کے لیے کافی ووافی ہو، فقیر بوجہ کثرت مشاغل دینیہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور پر انجام دے سکے، مگر حالتِ زمانہ نے مجبور کیا اور اس کے لیے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی، جب کبھی فرصت ہاتھ آجاتی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند دینی کام ایسے انجام دینے پڑتے جن کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لیے فرصت نہ ملتی، مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا گیا تو بزرگانِ کرام اور مشائخ عظام واساتذۂ اعلام کی دعاؤں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، اس کتاب کا نام ''بہارِ شریعت'' رکھا جس کے بفضلہٖ تعالیٰ سترہ حصے مکمل ہو چکے، اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں حد درجہ مقبول ہوئی، عوام تو عوام اہل علم کے لیے بھی نہایت کار آمد ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہِ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا، یہاں تک کہ جب ۱۹۳۹ء کی جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا ملنا نہایت مشکل ہوگیا اور اس کی طبع میں دشواریاں پیش آگئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا، اور یہ کتاب اُس حد تک پوری نہ ہوسکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا، بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی نہج پر ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، چند سال کے اندر متعدد حوادث پیہم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے باقی نہ رکھا کہ بہارِ شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔

۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد یحییٰ کا انتقال ہوا۔ شب دہم، رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ نے رحلت کی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چوتھا لڑکا عطاء المصطفیٰ کا دادوں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا

اوران کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا، ان پیہم حوادث نے قلب ودماغ پر کافی اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر تلاوتِ قرآن مجید کررہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں، ایسی حالت میں بہارِ شریعت کی تکمیل میرے لیے بالکل دشوار ہوگئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کردیا گویا اب اس کتاب کو کامل واکمل بھی کہا جاسکتا ہے، مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیقِ الٰہی سعادت کرتی اور بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی۔ اور کتاب مکمل ہوجاتی، اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علمائے اہل سُنّت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔ محرم ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے چند طلباء خصوصاً عزیزی مولوی مبین الدین صاحب امروہوی وعزیزی مولوی سید ظہیر احمد صاحب نگینوی وحبیبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خان صاحب بریلوی وعزیزی مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بطحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکۃ الآراء حدیث وفقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذنا المعظم حضرت مولٰنا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لیے ناکافی ہیں، مکمل اور مفصل حاشیہ کی اشد ضرورت تھی، اس تحشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالتِ شدیدہ، پھر اُن کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محشّٰی ہوچکا ہے جس کے صفحات کی تعداد باریک قلم سے ۴۵۰ ہیں اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطر پر مشتمل ہے، اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچائیں تو میری عین خوشی ہے، خصوصاً اگر میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تحشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی مسرت کا باعث ہوگی۔

سب سے آخر میں ان تمام حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں، فقیر کی التجا ہے کہ وہ صمیمِ قلب سے اس فقیر کے لیے حُسنِ خاتمہ اور مغفرتِ ذنوب کی دُعا کریں، مولیٰ تبارک وتعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَقَاسِمِ رِزْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵

فقیر امجد علی عفی عنہ

قادری منزل بڑاگاؤں، گھوسی اعظم گڑھ یوپی